عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۱۰ تا ۱۶ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ تا ۱۷ اگست ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۱۲

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org
http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

مرزا طاہر کے بلند و بانگ دعوے اور حقیقت حال!

پاکستان میں نفاذِ اسلام کا مسئلہ

حضرت اقدس شہیدِ ختمِ نبوت رحمہ اللہ کا ایک فکر انگیز تجزیہ

یا سفیٰ علیٰ یوسف!

عالم انسانیت کو اُمتِ مسلمہ کے عطیے

قیمت: ۵ روپے

کیا ایک امام دو مسجدوں میں امامت کر سکتا ہے:

س…… ہمارے ایک دیہات میں دو مسجدیں کچھ فاصلے پر موجود ہیں اور دونوں مسجدوں میں کافی نمازی ہوتے ہیں، لیکن اس پوری بستی کے اندر امام بننے کے لائق صرف اور صرف ایک آدمی ہے۔ کیا ایک ہی نماز مختلف اوقات میں دونوں مسجدوں میں وہی ایک امام نماز پڑھا سکتا ہے، کوئی گنجائش شریعت میں موجود ہے یا نہیں؟

ج…… ایک شخص دو مرتبہ امامت نہیں کرا سکتا۔ کیونکہ اس کی پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری نفل، فرض پڑھنے والوں کی نفل والے کے پیچھے صحیح نہیں۔

اگر صرف ایک مرد اور ایک عورت مقتدی ہو تو عورت کہاں کھڑی ہو؟

س…… تین افراد جن میں ایک عورت شامل ہے، باجماعت نماز ادا کرنا چاہتے ہیں ایک مرد کو امام بنایا جائے تو پیچھے ایک مرد رہ جاتا ہے اب عورت کو پیچھے والے مقتدی کی کس جانب اور کتنے فاصلے سے اور کس طرح کھڑا ہونا ہوگا کہ تینوں باجماعت نماز ادا کر سکیں؟

ج…… جو مرد مقتدی ہے وہ امام کی داہنی جانب (ذرا سا پیچھے ہٹ کر) کھڑا ہو جائے، عورت پچھلی صف میں اکیلی کھڑی ہو۔

امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے:

س…… آج کل تقریباً سبھی مسجدوں میں امام صاحب کے مصلے کے لئے محراب بنائے جاتے ہیں، امام صاحب کا مصلیٰ محراب میں کہاں ہونا چاہئے؟

ج…… مسجد کی محراب تو قبلہ کی شناخت کے لئے ہوتی ہے۔ امام کا مصلیٰ محراب سے ذرا باہر ہونا چاہئے تاکہ امام جب کھڑا ہو تو اس کے پاؤں محراب سے باہر ہوں۔ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

امام اوپر والی منزل سے بھی امامت کر سکتا ہے:

س…… اگر مسجد میں ایک سے زائد منزل ہوں تو کیا امام اوپر والی منزل سے امامت کر سکتے ہیں یا نچلی منزل میں امامت کرنا ہی ضروری ہے؟

ج…… اوپر کی منزل میں بھی امامت کر سکتے ہیں، لیکن بہتر، مناسب اور متوارث یہ ہے کہ امام نچلی منزل میں رہے۔

ایئر کنڈیشنڈ مسجد اور امام کی اقتدا:

س…… اگر مسجد میں ایئر کنڈیشنڈ نصب کر دیا جائے اور مسجد کی صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ جب مسجد بھر جاتی ہے تو لوگ برآمدے میں نماز ادا کرتے ہیں، اور ایئر کنڈیشنر کے لئے ضروری ہے کہ مسجد کے دروازے بند رکھے جائیں، نیز اگر یہ صورت حال ہو کہ مسجد کے دروازے شیشے کے رکھے جائیں جس سے اندر کے نمازی دکھائی دیں تو کیا رہے گا؟

ج…… اگر دروازے بند ہوں لیکن باہر والوں کو امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے تو اقتدا درست ہے اس طرح اگر دروازے شیشے کے لگا دیئے جائیں تو بھی اقتدا درست ہے جب امام کی تکبیرات کی آواز مقتدیوں تک پہنچ سکے۔

اذان اور تکبیر کہنے والے کی امامت درست ہے:

س…… جو شخص اذان و تکبیر کہے اگر وہی جماعت کراوے تو آیا نماز درست ہے کہ نہیں؟

ج…… درست ہے۔

پندرہ سالہ لڑکے کی امامت:

س…… میری عمر ساڑھے پندرہ سال ہے (میری قرأت، مشق، تجوید اچھی ہے) امام صاحب کی غیر موجودگی میں ایک صاحب قرأت بالکل غلط کرتے ہوئے نماز پڑھاتے ہیں۔ میں اس وجہ سے نماز نہیں پڑھاتا کہ آیا میرے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

ج…… یہاں دو مسئلے ہیں:

۱: پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ ہے اور اس کی امامت صحیح ہے خواہ اس کی داڑھی نہ آئی ہو۔

۲: ایک ایسے شخص کی موجودگی میں، جو قرأت صحیح کر سکتا ہے، کوئی ایسا شخص نماز پڑھائے جو بالکل غلط قرأت کرتا ہے تو پوری جماعت میں کسی کی نماز بھی نہیں ہوگی۔

اس لئے آپ کو نماز پڑھانی چاہئے، اور آپ کی موجودگی میں غلط پڑھنے والا امام بنے گا تو سب کی نماز غارت ہوگی۔

بالغ آدمی کی اگر داڑھی نہ نکلی ہو تو بھی اس کی امامت صحیح ہے:

س…… امامت کے لئے ایک مشت داڑھی ضروری ہے لیکن جس شخص کی قدرتی داڑھی نہ ہو اس کی امامت کیسی ہے؟ یا اگر بالغ ہے لیکن داڑھی ابھی تک نہیں آئی اس کی کیا صورت ہے؟

ج…… اگر عمر کے لحاظ سے بالغ ہے اور ابھی داڑھی نہیں نکلی اس کی امامت صحیح ہے۔ اسی طرح جس شخص کی قدرتی داڑھی نہ ہو اس کی امامت بھی صحیح ہے۔

http://www.Khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد ۱۹ — ۱۰ تا ۱۶ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ تا ۱۷ اگست ۲۰۰۰ء — شمارہ ۱۲

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بنیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ
شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — معاملات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو راجپوت
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

مرزا طاہر کے بلند و بانگ دعوے اور حقیقت حال!	(اداریہ)	4
عالم انسانیت کو امت مسلمہ کے عطیے	(حضرت مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی)	6
پاکستان میں نفاذ اسلام کا مسئلہ	(حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	7
یا سمیّ اہل یوسف!	(حضرت مولانا محمد زبیر)	14
مقصود مدینہ کو دل کے ساتھ بارگاہ رسالت ﷺ میں	(جناب محمد طاہر رزاق)	17
شرعی حجاب اور مغرب زدہ مخالفین	(مولانا زین العابدین زبیر)	19
خدا کی شان	(مولانا محمد سلمان منصورپوری)	21
اخبار ختم نبوت		22
تبصرہ کتب	(مولانا محمد اشرف کھوکھر)	26

زرتعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک [illegible] ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک [illegible] کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
[illegible]
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہ حسین — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

(اداریہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا طاہر کے بلند وبانگ دعوے اور حقیقت حال!

مرزا طاہر نے اپنے تین روزہ سالانہ جلسے میں ۲۸ تا ۳۰ / جولائی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو لندن کے قریب نام نہاد اسلام آباد نامی قادیانیوں کے مرکز میں حسب سابق بہت بلند وبانگ دعوے کئے اسلام، پاکستان اور علماٗ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہفوات بکیں اور اپنے دادا مرزا غلام احمد قادیانی اور باپ مرزا بشیر الدین محمود کی طرح جھوٹ کے انبار لگادیئے اور دنیا بھر کے لوگوں کو دھوکہ دینے اور عیسائیوں اور یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے جو کچھ کیا ہے دنیا کو اس کی حقیقت حال کا ادراک ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق قادیانیوں کے سالانہ جلسہ میں ۲۰ ہزار سات سو اور آخری دن کی رپورٹ کے مطابق ۲۳ ہزار تین سو کچھ لوگوں نے شرکت کی، جبکہ اس سالانہ جلسہ میں مرزا طاہر نے دعویٰ کیا کہ صرف ہندوستان میں ۲ کروڑ افراد نئے لوگ احمدیت اور قادیانیت میں شامل ہوئے ہیں۔ اس سے قبل کروڑوں افراد شامل ہو چکے ہیں، جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی سے لے کر اب تک اگر دعوؤں کی مقدار کو گنا جائے تو دنیا کی اکثر آبادی کو قادیانی ہو جانا چاہئے لیکن دنیا قادیانیوں کے مکر وفریب کو جان چکی ہے۔ پاکستان میں بارہا ان کو کہا گیا کہ وہ ووٹر لسٹ میں اپنا نام درج کرادیں مگر یہ اس لئے نام درج نہیں کراتے کہ حقیقت حال واضح ہو جائے گی۔ یہی صورت حال پوری دنیا میں ہے کہ کہیں بھی قادیانی اپنا نام ایسی فہرست میں شامل نہیں کرتے جس سے ان کی مقدار کا تعین ہو سکے۔ الحمد للہ! مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں، ان کے مفاد پر کتنی بھی زد پڑتی ہو مگر وہ کسی صورت میں اپنا نام مسلمانوں کی فہرست سے نکالنے کے لئے تیار نہیں ہوتے کیونکہ یہی ان کا تشخص ہے اس لئے دنیا میں جہاں بھی مسلمان بستے ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ وہ دنیا میں ایک ارب بیس کروڑ کی تعداد میں ہیں، اسی طرح عیسائی، یہودی، سکھ، ہندو، پارسی یہاں تک کہ بہائی اور دیگر مذاہب کے لوگ کھلم کھلا اور اعلانیہ اپنا نام اپنے مذہب کے خانے میں لکھوانا فخر سمجھتے ہیں اور اپنا تشخص برقرار رکھتے ہیں اور اپنی تعداد کا اظہار کرتے ہیں، مگر قادیانی ہیں کہ آج ان کے مذہب کو سو سال سے زائد ہو چکے ہیں ۱۹۲۸ء سے لے کر اب تک بے شمار عدالتوں میں یہ بحث ہو چکی ہے، ماریشس، ہندوستان، پاکستان کی تمام عدالتیں، افریقہ کی عدالت، پاکستان کی قومی اسمبلی سب میں ان کے عقائد اور کفریہ تحریروں کی بنیاد پر فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے مذہب کی طرف اپنی نسبت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ مسلمان کتنا ہی بے عمل ہی کیوں نہ ہو وہ مسلمان کہلوانا فخر سمجھتا ہے۔ روس میں ستر سالہ مظالم کے ذریعے مسلمانوں کو اسلام سے الگ کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے اسلام نہیں چھوڑا اور جیسے ہی موقع ملا اسلامی ریاستیں قائم کر دیں، مگر مرزا طاہر اور ان کی ذریت ہے کہ کسی صورت میں اپنے آپ کو قادیانی کہلوانا عار سمجھتے ہیں۔ کوئی ان کو قادیانی کہے تو مشتعل ہو جاتے ہیں اور زبردستی مسلمان کہنے پر اصرار کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے سکیں۔ ہم مرزا طاہر سے سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا سمجھتے ہو تو پھر اس کی طرف نسبت کرنے میں ہچکچاہٹ کیوں؟ کھل کر اعلان کرو اور حقیقت حال کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈرتے کیوں ہو؟ مناظروں، مباحثوں، اور مباہلوں میں تم ناکام ہو چکے ہو۔ امیر شریعتؒ سے لے کر شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تک تمام اکابر علماٗ اسلام نے تمہیں دعوت اسلام دی لیکن تم حق کو قبول کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہو!!

ختم نبوۃ

مرزا طاہر نے ۱۹۸۲ء سے اپنا سالانہ جلسہ لندن میں شروع کیا جبکہ قیام پاکستان کے بعد سے یہ جلسہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں ہوتا تھا اور قیام پاکستان سے قبل قادیان میں یہ جلسہ ہوتا تھا۔ اس جلسے کی حیثیت سے قادیانیوں کے نزدیک حج کی سی ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان کو مدینہ، مکہ سے افضل قرار دے کر اپنے پیروکاروں کو قادیان کی زیارت کا حکم دیا۔ وہاں بہشتی مقبرہ بنایا اور دفن کے لئے حکم دیا، قادیانی کے دور میں یہ اجتماع چند سو سے آگے نہیں بڑھتا تھا جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کے مطابق لاکھوں افراد گمراہ ہو کر اس اجتماع میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد اس کی تعداد ہزاروں سے آگے نہیں بڑھی جبکہ شامل ہونے والوں کی تعداد کے مطابق ہزاروں سے بڑھ کر کروڑوں اور اب تو ان کا کہنا ہے کہ اربوں تک پہنچ رہی ہے۔ جب سے مرزا طاہر انگلینڈ آئے ان کے وہموں کے مطابق ان کی آواز پوری دنیا میں پھیل گئی ہے اور وہ سیٹلائٹ کے ذریعہ اپنی تقریروں کو اپنے دادا کے الہام کا پورا ہونا سمجھ رہے ہیں حالانکہ اس کی آواز کا پھیلنا اس طرح ہے جیسے گانے والے اور اداکاری کرنے والوں کی آواز ان سے زیادہ لوگوں تک پہنچ رہی ہے۔

ہم مرزا طاہر سے پوچھتے ہیں کہ جب آپ کے دعوؤں کے مطابق آپ کی تعداد کروڑوں تک پہنچ چکی ہے اور صرف اس سال کروڑوں افراد نے بیعت کی تو گزشتہ سال بھی شرکاء کی تعداد بیس ہزار تھی اور اب بھی ان کی تعداد اتنی ہی ہے۔ آج سے پندرہ سال پہلے جتنے لوگ سالانہ جلسے میں شریک ہوئے تھے، اب اس میں جھوٹ کونسا ہے؟ آپ بیعت والی باتیں یا شرکاء کی تعداد؟ آخر یہ بڑھنے والے لوگ آپ سے اتنے متاثر کیوں نہیں ہوتے کہ آپ کے سالانہ جلسے میں شریک ہوں۔ دراصل بات وہی ہے کہ مرزا طاہر کے یہ تمام دعوے موجودہ دور کے ذرائع ابلاغ اور میڈیا کا پروپیگنڈہ ہے، جس طرح دین دشمن اور غیر مسلم قوتیں اسلام سے متعلق کرتی ہیں۔ دنیا میں یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ جب پیروکار بڑھتے ہیں تو شرکاء کی تعداد بھی بڑھتی ہے، قادیانیوں کی تعداد اتنی ہی ہے جتنے سالانہ جلسہ سے ظاہر ہوئی ہے۔ دنیا کو معلوم ہے کہ انگلینڈ میں کتنے مرزاڑے ہیں، یورپ میں قادیانیوں کے کتنے مرزاڑے ہیں، افریقی ممالک میں کتنے گرجا ہیں اور عبادت خانے ہیں؟ یہ سب مرزاڑے اور عبادت خانے انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں، جس طرح سالانہ جلسے کے شرکاء کی تعداد کو گن کر آپ کے سیکریٹری چوہدری رشید نے اخبارات کو بیانات جاری کر دیئے۔ کروڑوں لوگوں کی سالانہ بیعت کرنے والے گروہ کی تعداد اس کے جھوٹ اور فریب کو خود ظاہر کر رہی ہے۔ مرزا طاہر تمہارے ارد گرد جو لوگ ہیں وہ تمہیں تو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن دنیا کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے، اس لئے حقیقت کو دنیا میں ظاہر کریں، سیٹلائٹ سے نکل کر عام لوگوں سے ملیں تو پتہ چل جائے گا کہ کتنے لوگ قادیانی موجود ہیں۔

قارئین ختم نبوت متوجہ ہوں!

جو احباب ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کے باقاعدہ طور پر قاری ہیں، ان کے نام کچھ بقایا جات واجب الادا ہیں۔ ان سے گزارش کی جاتی ہے کہ تمام احباب کو ریمائنڈر ارسال کئے جا چکے ہیں، جلد از جلد ادائیگی کر دیں اور زر تعاون ارسال کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منی آرڈر، ڈرافٹ، چیک وغیرہ بنام ہفت روزہ ”ختم نبوت“ پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی کے پتہ پر ارسال کریں شکریہ .... (ادارہ)

عالم انسانیت کو امت مسلمہ کے عطیے

ارباب عقل و خرد اور اصحاب بصیرت خوب واقف ہیں کہ ہر دور اور زمانہ میں اسلامی تہذیب کی کیا اہمیت رہی ہے، وہ اس سے اچھی طرح آشنا ہیں کہ یہی اسلامی تہذیب کفر و الحاد اور مغربیت کے ہر طوفان بلاخیز میں ایک سفینہ نجات ثابت ہوئی ہے اور اس کا دروازہ پر آنے والے کا خیر مقدم کرنے کے لئے ہر وقت کھلا ہے .... (مدیر)

مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی

امت مسلمہ کے افتخار و اعتزاز کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسے خداوند قدوس نے خیر امت کی حیثیت سے مبعوث و برپا فرمایا ہے، یہی وہ امت ہے جو پورے عالم انسانیت کی رہبری و رہنمائی کے لئے منتخب کی گئی تھی، جاہلیت کا یہ زبردست طوفان لوگوں کو راہ حق سے منحرف کرنے، جادۂ مستقیم سے برگشتہ کرنے اور عدل و انصاف کی ڈگر سے ہٹا دینے میں بہت اہم رول ادا کر رہا تھا، اس جاہلی تحریک کے ممبران سر تاپا بد کرداری، بے راہ روی، اور فطری بے اعتدالی کا شکار تھے بلکہ اس میں پوری طرح ڈوبے ہوئے تھے، ان کے یہاں جرائم کے ارتکاب، فواحش میں ابتلا، معصوم بچیوں کو زندہ درگور کرنے اور مفلسی کے اندیشے سے اولاد کو تہ تیغ کرنے کے سوا کوئی اور مشغلہ نہ تھا، اگرچہ روم و ایران اپنی خود ساختہ تہذیب و تمدن کو ساری دنیا میں جاری کرنے کے درپے تھے، مگر باشندگان جزیرۃ العرب ان تمام تکلفات سے بالا تر ہو کر ایک جداگانہ زندگی گزار رہے تھے، وہ اسی صورت حال پر قائم تھے، اور اسی راستے پر بے خوف و خطر چل رہے تھے، جو ان کے آباؤ اجداد، اور ان کی سرداروں اور بڑے لوگوں نے ان کے لئے تجویز کیا تھا، اور یہی وہ اصل بنیاد تھی جس نے انہیں ضلالت و گمراہی کے آخری دہانے پر لا کھڑا کر دیا تھا۔

ان پر خطر اور نازک حالات میں مذہب اسلام کا ظہور ہوا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم بنا کر بھیجے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف لاتے ہی ساری انسانیت (خواہ وہ روم و فارس کے متمدن لوگ ہوں یا جزیرۃ العرب کے امی و غیر متمدن افراد) کا ہاتھ تھاما، ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ اور حسن سلوک فرما کر ان کو راہ راست سجھائی، ان کو تیرگی سے روشنی میں، بدنصیبی و بدبختی سے خوش نصیبی و خوش بختی میں، اور شاندار اخلاقی روایات اور اعلیٰ اقدار کی دشمن بت پرستی سے توحید خالص کے سائے میں لا کھڑا کیا، انسان کا تعلق شریعت الٰہی سے مربوط کر دیا، اسے بارگاہ الٰہی کے آستانہ پر جھکا دیا، اور اس کو اللہ کی وہ عبادت سکھائی جسے انجام دے کر بندہ بارگاہ ایزدی میں عزت و مقام حاصل کر لیتا ہے، اور جس سے انسان کو سعادت و کامرانی، بندوں کی بندگی سے خلاصی، مذاہب باطلہ کے جور و ستم و بے اعتدالی سے رستگاری، بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے رہائی، اور دنیا میں اندازہ سے کہیں زیادہ قدر و منزلت اور آخرت میں بہتر سے بہتر اجر و ثواب سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان بے نظیر و بے مثال کارناموں اور مفاخر ہی کے بل بوتے پر تمام انبیاء و رسل ؑ میں سب سے بلند مرتبہ سمجھے جاتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستحق و حقدار قرار پایا، آپ کا طرز رہبری اور انداز رہنمائی پوری انسانیت کے لئے قابل تقلید و شاندار نمونہ ہے، بلاشبہ پوری دنیائے انسانیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پیشتر ہلاکت، بے راہ روی، بدبختی اور ذلت و خواری کے عمیق غار میں گری پڑی ہوئی تھی، اگر آپ کی بعثت نہ ہوئی ہوتی تو نہ انسان اس شرف عظیم و مقام رفیع کو پا سکتا، اور نہ انسانیت راہ حق پر گامزن ہو پاتی، قرآن میں خدائے ذوالجلال نے قسم کھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خبر دی گئی ہے:

"والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم"

ترجمہ: "قسم ہے قرآن کریم کی! بلاشبہ آپ رسولوں میں ہیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردہ دل اور بے حس انسانوں میں نئی زندگی پیدا کی، نئی روح پھونکی اور سوتی ہوئی دنیا میں بیداری کی ایک لہر دوڑا دی،

ختم نبوۃ

پوری تاریخ عالم اس پر شاہد عدل ہے کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی سے کمالات انسانی کے ایسے بلند وبالا اور لائق اتباع نمونے ظہور پذیر ہوئے جو انسانی زندگی کے لئے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی اور انجام دہی میں اور حیات مستعار کے ہر ہر گوشے کو عقیدہ وایمان کے چشمہ شیریں سے سیراب کرنے میں بے حد ممد ومعاون ثابت ہوئے اور تابد ہوتے رہیں گے، نبوت محمدی کے یہ کارنامے محض کوئی داستان نہیں ہیں، بلکہ وہ ایسے حقائق ہیں جن پر تاریخ عالم کے مختلف ادوار اور متعدد انسانی معاشرے گواہ ہیں، مگر بڑے ہی افسوس کا مقام ہے کہ عصر حاضر کی مادیت پرست تہذیبوں کے لیڈروں اور پیشواؤں کی دلی خواہش اور قلبی تمنا یہ ہے کہ وہ اسلام کی اس تہذیب و تمدن کی تاریخ کی صورت بگاڑ دیں جو ہر جگہ اور ہر زمانہ میں ہمیشہ سے پوری عالم انسانیت کے لئے اسلام کا عطیہ تھی اپنے ان ناپاک مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے ان لوگوں نے زندگی گزارنے کی بیکار و بے معنی شکلیں اور بے فائدہ باطل طرز وانداز گھڑ کر اسے خوبصورت نام دے کر اور دلکش مونو کے روپ میں پیش کیا ہے بلکہ اس کا بھی یقین دلایا ہے کہ درحقیقت نئی تہذیب اس متمدن ومہذب دنیا میں انسانی زندگی کی ایک اہم ضرورت بن چکی ہے، اور اس تہذیب جدید سے ہم آہنگ ہوئے بغیر انسان اس ترقی یافتہ اور تغیر پذیر دنیا کے قدم بقدم نہیں چل سکتا، بلکہ اس طرح اسے پسماندگی کی عیب دار زندگی گزارنی ہوگی جو اس کے حق میں سم قاتل ثابت ہو کر اس کی حیثیت ومنزلت گھٹا دے گی، اور اس کے لئے تمام آسائشوں ونعمتوں سے لطف اندوز ہونے سے محرومی کا موجب ہوگی۔

ارباب عقل وخرد اور اصحاب بصیرت بخوبی واقف ہیں کہ ہر دور زمانہ میں اسلامی تہذیب کی کیا اہمیت رہی ہے، وہ اس سے اچھی طرح آشنا ہیں کہ یہی اسلامی تہذیب کفر والحاد اور مغربیت کے ہر طوفان بلاخیز میں ایک سفینہ نجات ثابت ہوئی ہے، اور اس کا دروازہ ہر آنے والے کا خیر مقدم کرنے کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں واضح فرمادیا گیا ہے:

"وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله۔"

اور بلاشبہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کے اوپر گامزن ہو جاؤ، اور ایسے دوسرے راستوں پر نہ چلو جو تمہیں منزل مقصود سے منحرف کر دیں۔

مساجد کے لئے خاص رعایت

ط

جبار کارپٹس

ڈیلرز: ☆زینت کارپٹ، ☆ مون لائٹ کارپٹ، ☆ نیر کارپٹ، ☆ثمر کارپٹ، ☆ وینس کارپٹ، ☆ اولمپیا کارپٹ

پتہ: این آر اونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ختم نبوۃ

ایک فکر انگیز تجزیہ

پاکستان میں نفاذِ اسلام کا مسئلہ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

علمائے دیوبند کی ایک محترم اور باوقار جماعت "جمعیت علماء ہند" تقسیم ہند کی مخالف تھی' جن میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی' حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی' حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی' حضرت مولانا احمد سعید دہلوی' امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر واعاظم شامل تھے۔ ایک آدمی کی عقل چکرا جاتی ہے' جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ ایسے عالیقدر اکابر جن کی نظیر ہندوستان میں تو کیا پوری دنیا میں موجود نہیں تھی' اس بٹوارے کے خلاف تھے جس کا مطالبہ مسلم لیگ کی طرف سے "پاکستان" کے نام پر ہو رہا تھا۔ یہ صحیح ہے کہ یہ بزرگ معصوم نہیں تھے' یہ درست ہے کہ یہ ان کی رائے تھی اور رائے غلط بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن ایک مؤرخ کا فرض ہے کہ ان کا نقطہ نظر بھی پوری دیانت وامانت کے ساتھ قلمبند کرے اور ان کے دلائل کا بغور مطالعہ کرے اور بغیر کسی کم وکاست کے اسے تاریخ کے امانت خانے میں محفوظ کر دے۔

خصوصاً جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد ان لوگوں نے نہ صرف یہ کہ پاکستان کو بسر وچشم تسلیم کیا بلکہ اسے مسجد کے ساتھ تشبیہ دے کر اس کے تقدس کو اجاگر کیا اور پاکستان کے استحکام اور اس کی سالمیت کے تحفظ کو مسلمانوں کا ملی فریضہ قرار دیا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو لکھا:

"پاکستان ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا ہے' اب یہ "مسجد" کے درجے میں ہے' اس کی حفاظت ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔" (کردار قائد اعظم از منشی عبدالرحمٰن ماہنامہ ملتان ص ۲۹۹)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ عام میں فرمایا:

"پاکستان ایک اسلامی مملکت کی حیثیت سے وجود میں آیا ہے' اب اس کی حفاظت ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ آئندہ کے لئے میں نے تو سیاسیات سے کنارہ کشی کر لی ہے جو حضرات صرف تبلیغ دین اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں وہ میرے ساتھ آجائیں اور جو سیاسیات میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ مسلم لیگ میں شامل ہو کر ملک کی خدمت کریں۔"

(قائد اعظم از مسٹر علوی ص ۱۵۲)

اور ایک موقعہ پر شاہ جیؒ نے فرمایا:

"میں ان لوگوں میں سے نہیں جو یہ صدا دیتے پھرتے ہیں کہ میں توشہ وفاداری لئے پھرتا ہوں۔ میری انگلی پکڑ کر اپنے ساتھ لے چلو اور جس مقتل میں چاہو مجھے ذبح کر دو' ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ میں خوش ہوں' میری خوشی ہے کہ اس ملک سے انگریز نکل گیا' میں دنیا کے کسی حصہ میں بھی سامراج کو دیکھ نہیں سکتا' میں اس کو قرآن اور اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔"

"تم میری رائے کو خود فروشی کا نام دو' میری رائے ہار گئی اور اس کہانی کو یہیں ختم کر دو اب پاکستان نے جب بھی پکارا واللہ! واللہ! میں اس کے ذرہ ذرہ کی حفاظت کروں گا' مجھے یہ اتنا ہی عزیز ہے جتنا کوئی اور دعویٰ کر سکتا ہے' اس طرف کسی نے آنکھ اٹھائی تو وہ پھوڑ دی جائے گی' کسی نے ہاتھ اٹھایا تو وہ کاٹ دیا جائے گا' میں اس وطن اور اس کی عزت کے مقابلہ میں نہ اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہوں نہ اولاد کو' میرا خون پہلے بھی تمہارا تھا اب بھی تمہارا ہے۔"

(فرمودات امیر شریعت ص ۲۷)

تقسیم ملک کے بعد شاہ جیؒ نے اپنی بہت سی تقریروں میں فرمایا:

"ایک شخص ایک خاندان میں

ختم نبوۃ

شادی کرنا چاہتا ہے' مگر اس کا باپ' بھائی اور دوسرے رشتے دار اس رشتے پر راضی نہیں' باوجود اس کے وہ شادی کر ہی لیتا ہے۔ ماں' باپ اپنے پرائے اگرچہ اس رشتے پر راضی نہ تھے' لیکن شادی ہونے کے بعد مبارک باد دیتے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں' وہ کون سا دیوث باپ ہوگا جو اپنی اس بہو کی عصمت پر حملہ کرنے یا اس کو نقصان پہنچانے کی اجازت دے' پاکستان بن چکا ہے' اب اس کی حفاظت ہمارا جزو ایمان ہے۔"

(فرمودات امیر شریعت ص ۱۷۳)

ایک موقعے پر جب اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے تلوار گھما کر مسلمانوں کو خون کی ندیاں بہانے کی دھمکی دی' تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس کو للکار کر فرمایا:

"ماسٹر جی! ہوش کے ناخن لو! کیا کہتے ہو؟ جس قوم کے فرزند خون کے سمندر میں تیرتے رہے ہیں تم اسے اپنی ننھی منی ندیوں سے ڈراتے ہو؟"

"مسٹر جناح کے مقابلے میں تارا سنگھ کی تلوار اٹھے گی تو اس کے مقابلے میں پہلے بخاری آئے گا۔"

(فرمودات امیر شریعت ص ۵۷)

یہ حضرات جو تقسیم کے مخالف تھے اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ اسلامی مملکت کے قیام کے خلاف تھے' یہ تو ایسا پاکیزہ مقصد ہے کہ کسی ادنیٰ مسلمان کو بھی اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا' بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ دیانت داری سے یہ سمجھتے تھے کہ اسلامیان ہند کا مجموعی مفاد اسی میں ہے کہ ملک تقسیم نہ ہو اور ہندوستان کے بٹوارے میں' انہیں متعدد اندیشے لاحق تھے۔

مثلاً ایک اندیشہ انہیں یہ تھا کہ جن اصحاب کے ہاتھ میں مطالبہ تقسیم کی تکمیل ہے کیا وہ واقعتاً "اسلامی حکومت" قائم کریں گے؟ ان کا خیال تھا کہ "اسلام کی حکومت" قائم کرنے کے لئے جس جرأت و عزیمت اور جس ایثار و قربانی کی ضرورت ہے وہ چونکہ ان حضرات میں مفقود ہے' اس لئے تقسیم ملک کے نتیجے میں مسلمانوں کو ایک خطہ زمین ضرور مل جائے گا' مگر احکام الٰہیہ کا نفاذ اور شریعت محمدیہ کا اجرا نہیں ہو سکے گا۔

کردار قائداعظم کے مصنف لکھتے ہیں:

"۲۶/اپریل ۱۹۴۶ء کو اردو پارک دہلی میں مجلس احرار اسلام کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا' جس میں پانچ لاکھ کے قریب حاضری تھی۔ اتنا بڑا اجتماع دہلی کی تاریخ میں پہلے کبھی نہ ہوا تھا اور نہ پھر ہوا۔ چونکہ ان دنوں "کرپس مشن" کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان مذاکرات ہو رہے تھے' تقسیم ہند کا مسئلہ زیر بحث تھا جس پر امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا تھا' اس لئے مسلمان بہ تعداد کثیر اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ اس تاریخی جلسہ میں مولانا ابوالکلام آزاد' پنڈت جواہر لال نہرو اور برطانوی مشن کے سربراہ لارڈ پیتھک لارنس بھی اسٹیج پر موجود تھے' جمعیت علمائے ہند کی مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نمائندگی کر رہے تھے۔ زعمائے احرار میں سے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی' ماسٹر تاج الدین انصاری اور شیخ حسام الدین موجود تھے۔ صدارت کے فرائض مولانا حسین احمد مدنی اور اسٹیج سیکریٹری کے فرائض شیخ حسام الدین سرانجام دے رہے تھے' بعد ازاں لارڈ پیتھک لارنس اور پنڈت نہرو اٹھ کھڑے ہوئے پنڈت نہرو نے مائیک پر آکر کہا:

"بھائیو! میں تو صرف بخاری صاحب کا قرآن سننے آیا تھا' اب میں معذرت کے ساتھ اجازت چاہوں گا کیونکہ برطانوی مشن کی آمد کے باعث مصروفیت زیادہ ہے۔"

یہ کہہ کر ہر دو مذکورہ بالا حضرات جلسہ گاہ سے چلے گئے۔

شاہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"اس وقت آئینی اور غیر آئینی دنیا میں یہ بحث چل رہی ہے کہ آیا ہندو اکثریت کو مسلم اقلیت سے جدا کر کے برعظیم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے؟ قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہوگا' مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق سے طلوع ہوگا' لیکن یہ وہ پاکستان نہیں بنے گا جو دس کروڑ مسلمانان ہند کے ذہنوں میں موجود ہے اور جس کے لئے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں۔ ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ بات جھگڑے کی نہیں سمجھنے اور سمجھانے کی ہے' تحریک کی قیادت کرنے والوں کے

قول و فعل میں بلا کا تضاد اور بنیادی فرق ہے۔ اگر آج مجھے کوئی اس بات کا یقین دلا دے کہ کل کو ہندوستان کے کسی قصبہ کی گلی میں یا کسی شہر کے کسی کوچے میں حکومت الٰہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو رب کعبہ کی قسم! میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔

لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ جو لوگ اپنی ڈھائی من کی لاش اور چھ فٹ کے قد پر اسلامی قوانین نافذ نہیں کر سکتے جن کا اٹھنا بیٹھنا' جن کا سونا' جاگنا' جن کی وضع قطع' جن کا رہن سہن' بول چال' زبان و تہذیب' کھانا پینا' لباس وغیرہ غرض کہ کوئی چیز بھی اسلام کے مطابق نہ ہو وہ دس کروڑ کی انسانی آبادی کے ایک قطعہ پر اسلامی قوانین کس طرح نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ ایک فریب ہے اور میں فریب کھانے کے لئے تیار نہیں......

ہندو اپنی مکاری و عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتا رہے گا' اسے کمزور بنانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا' اس تقسیم کی بدولت آپ کے دریاؤں کا پانی روک لے گا' آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی' آپ کی یہ حالت ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان' مغربی پاکستان کی اور مغربی پاکستان' مشرقی پاکستان کی کوئی سی مدد کرنے سے قاصر ہوگا۔ اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی' اور یہ خاندان زمینداروں' صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے امیر دن بدن امیر ہوتا چلا جائے گا اور غریب' غریب تر۔"

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۲۸/اپریل ۱۹۴۶ء)

حضرت امیر شریعتؒ کی تقریر کے اس اقتباس کو بار بار پڑھئے' اس میں جتنے اندیشوں کا اظہار کیا گیا وہ ایک ایک کر کے صحیح ثابت ہوئے' یہ ان حضرات کی بصیرت کا کمال تھا کہ انہوں نے ان تمام امور کی گویا پیشگوئی کر دی جو بعد میں ہمارے سامنے واقعہ بن کر رونما ہوئے۔

اس ناکارہ نے ایک مرتبہ حضرت امیر شریعتؒ کی تقریر کا مندرجہ بالا اقتباس اپنے حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ کو پڑھ کر سنایا۔ حضرت سن کر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا:

"قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید"

منشی عبدالرحمن اس اقتباس کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

"گو بعد کے واقعات نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ان اندیشوں کو صحیح بلکہ سو فیصدی صحیح ثابت کر دیا لیکن......" (کردار قائد اعظم ص ۱۵۷)

اگرچہ مسلم لیگ کے سربر آوردہ حضرات کی جانب سے وقتاً فوقتاً اس قسم کے وضاحتی بیانات جاری ہوتے رہتے تھے جن سے اس اندیشے کے ازالہ میں مدد ملتی تھی مثلاً:

الف :...... نواب محمد اسمٰعیل میرٹھی نے ۹/نومبر ۱۹۴۵ء کو الہ آباد میں علماء کرام سے تعاون کی اپیل کرتے ہوئے فرمایا:

"مسلم لیگ کا نصب العین پاکستان ہے اور لیگ اس پر تلی ہوئی ہے کہ اس سرزمین میں اسلام کی سیاسی بنیادوں پر شریعت مطہرہ کی حکومت قائم کی جائے۔" (منشور ۱۱/نومبر ۱۹۴۵ء)

ب :...... میاں بشیر احمد صاحب ممبر ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ نے دسمبر ۱۹۴۲ء میں فرمایا:

"پاکستانی طرز حکومت خلفائے راشدینؓ کے طرز حکومت کے موافق ہوگا۔" (مدینہ بجنور یکم جنوری ۱۹۴۳ء)

ج :...... بانی پاکستان مسٹر محمد علی جناح نے نومبر ۱۹۳۹ء میں عید الفطر کے پیغام میں کہا:

"مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے' ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں' قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔"

(کردار قائد اعظم ص ۱۵۸)

د :...... نوابزادہ لیاقت علی خان جنرل سیکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"پاکستانی علاقوں میں تمام نظام و انتظام حکومت قرآن پاک کے احکام اور اصولوں کے بموجب ہوگا۔"

ہ :...... جلسہ تقسیم اسناد مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"اس وقت ہماری قوم کے سامنے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کن اصولوں پر اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جائے؟ اس سوال کا جواب مسلمان کے پاس اس

ختم نبوۃ

کے سوا کچھ نہیں ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال قبل دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام الٰہی لائے تھے وہ اب بھی ہمارے پاس موجود ہے' وہ دنیا کی عظیم المرتبت کتاب قرآن شریف ہے' جو بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لئے موجود ہے' اللہ ہی ہمارا بادشاہ ہے اور وہی ہمارا حکمران ہے۔

(کردار قائد اعظم ص ۱۶۰)

یہی وہ اعلانات تھے جن پر اعتماد کرتے ہوئے مسلم عوام نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا' اور یہی وہ سحر انگیز نعرہ تھا جس سے مسحور ہو کر عوام نے مسلم لیگ کو ایک عوامی تحریک بنایا۔ لیکن اس کے برعکس ایسے بیانات بھی شائع ہوتے رہے تھے جن سے اس اندیشے کو تقویت ملتی تھی کہ پاکستان کی اسلامی حکومت میں احکام الٰہیہ جاری نہیں ہو سکیں گے مثلاً:

شہباز لاہور نے مورخہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۴۵ء نے "ڈان" کے حوالے سے لکھا:

"مسٹر جناح نے ہمیشہ کہا ہے کہ پاکستان میں کوئی دینی و مذہبی حکومت ہرگز نہیں ہوگی بلکہ خالصتاً ایک دنیوی حکومت ہوگی اور مسلمانوں کی حکومت الٰہیہ کے نظریہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو عالمگیر اسلامی قومیت (پان اسلام ازم) سے دور کا کوئی واسطہ بھی ہے' ان سے مسٹر جناح کو ہرگز اتفاق نہیں۔"

"مسٹر جناح نے ہمیشہ پاکستان کو ایک دنیاوی اسٹیٹ قرار دیا ہے اور اس خیال کی ہمیشہ سختی سے مخالفت کی ہے کہ اس میں مسلمانوں کی حکومت الٰہیہ قائم ہوگی۔ جو لوگ پاکستان کو پان اسلام ازم (اتحاد اسلامی) کے مترادف قرار دیتے ہیں وہ اسلام کے دشمن ہیں۔"

"ڈان" ان دنوں انگریزی اخبارات میں سب سے ممتاز اخبار سمجھا جاتا تھا اور ہماری اونچی سوسائٹی کے حضرات اکثر بیشتر اسی کا مطالعہ کرتے تھے' یہ اخبار تحریک پاکستان کا پرجوش داعی و منادی اور مسلم لیگ کا سرکاری ترجمان شمار ہوتا تھا۔ اخبار "مدینہ بجنور" نے مورخہ ۵/جولائی ۱۹۴۳ء کی اشاعت میں "ڈان" کے عملے کا مندرجہ ذیل گوشوارہ شائع کیا تھا:

نام	عہدہ	مذہب	مشاہرہ
جوزف پوتھن	چیف ایڈیٹر	عیسائی	۱۳۵۰/۰۰ روپے
پی ابراہیم	اسسٹنٹ "	ایضاً	۳۵۰/۰۰ "
مسٹر شرما	نیوز ایڈیٹر	ہندو	۲۰۰/۰۰ "
مسٹر راؤ	سب ایڈیٹر	ایضاً	۱۵۰/۰۰ "
مسٹر سلہری	ایضاً	قادیانی	۱۰۰/۰۰ "
مسٹر بیگ	ایضاً	مسلمان	۱۰۰/۰۰ "
مسٹر واسو	کارٹونسٹ	ہندو	۲۰۰/۰۰ "
مسٹر جوتر	سب ایڈیٹر	یہودی	۱۰۰/۰۰ "
مسٹر شکلا	بی اے "	ہندو	۹۰/۰۰ روپے
مسٹر نیل کنٹھ	ٹائپسٹ	ایضاً	۸۰/۰۰ "
مسٹر ووگل	ہیڈ مہتمم اشتہارات "		۱۰۰/۰۰ روپے
مسٹر ضیاء	کلرک	مسلمان	۷۰/۰۰ "
مسٹر محمود	جنرل منیجر	ایضاً	۳۰۰/۰۰ روپے

گویا ۱۹۴۳ء میں ڈان کا ماہانہ خرچ ۳۲۹۰ روپے تھا' جن میں سے مسلمانوں کو چار سو ستر اور غیر مسلموں کو ۲۸۲۰ روپے مل رہے تھے۔ تیرہ ملازمین میں سے دس غیر مسلم تھے اور تین مسلمان اور وہ بھی ایسے کہ ان کی رائے اخبار کی پالیسی پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی۔ ان بزرگوں کے لئے یہ بات ناقابل فہم تھی کہ اگر تقسیم ملک کا مطالبہ "اسلامی حکومت" قائم کرنے کے لئے کیا جارہا ہے تو ڈان کے یہ عیسائی' یہودی' ہندو اور قادیانی اس تقسیم کی منادی کیوں کر رہے ہیں؟ کیا یہ حضرات مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مفتی کفایت اللہ دہلوی سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں؟

اور پھر اس اندیشے کو مزید تقویت اس وقت ملتی تھی جب "ڈان" میں اس قسم کے مضامین اور مراسلات شائع ہوتے تھے:

"پاکستان میں مذہبی حکومت یا مسلم راج نہ ہوگا کیونکہ مذہبی حکومت صرف وہاں قائم ہو سکتی ہے جہاں ایک ہی مذہب کے سو فیصدی لوگ ہوں (ذرا معلومات کی وسعت کا بھی اندازہ فرمائیے ...... ناقل) یا اتنی فوجی طاقت ہو کہ وہ غیر مذہب والوں کو مجبور کر کے مطیع کر سکے۔"

"اگر پاکستان میں مذہبی حکومت بنادی گئی تو اس سے عوام کی ترقی رک جائے گی۔ طبقات کی تفریق کا سلسلہ جاری رہے گا۔ انسان کی اجتماعی اور اقتصادی نجات کی راہ بند ہو جائے گی۔ مذہبی حکومت کے پیش رو مسلمان ہوں گے اور وہ قابل نہیں۔ ہندو صوبوں کے مسلمانوں پر ظلم و ستم ہونے لگیں گے' اس سے ہندوستان میں خانہ جنگی کی آگ بھڑک اٹھے گی۔" (اخبار مدینہ بجنور مورخہ ۲۱/نومبر ۱۹۴۳ء بحوالہ اخبار ایمان)

ختم نبوة

ظاہر ہے کہ جب تحریک پاکستان کا سب سے بڑا داعی اور مسلم لیگ کا سرکاری ترجمان اسلام اور اسلامی حکومت کے بارے میں اس قسم کے مضامین چھاپتا ہو تو اسلامی حکومت کے قیام کے بارے میں اندیشوں کا لاحق ہونا ایک فطری امر تھا۔ کاش! قیام پاکستان کے بعد ارباب اقتدار نے ان اندیشوں کو غلط ثابت کر دکھایا ہوتا تو کم از کم ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ ان بزرگوں کی فراست غلط نکلی۔ اس کے برعکس ہم نے یہ دیکھا کہ جو منطق ۱۹۴۴ء میں "ڈان" پیش کر رہا تھا وہی منطق ہماری اونچی سوسائٹی کے حضرات جن کے ہاتھ میں اقتدار کی باگ ڈور تھی، پیش فرمانے لگے۔ اس طبقے میں جناب چودھری غلام احمد پرویز کو جو مقبولیت ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے اور مسٹر پرویز اس نظریہ کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان میں اسلامی قوانین کے اجرا کا مطالبہ اسلام اور پاکستان کے خلاف گہری سازش ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"یہاں آتے ہی حکومت سے یہ مطالبہ تھا کہ اسلامی قوانین نافذ کرو، اس سے ذہن میں یوں آتا ہے گویا اسلامی قوانین کسی کتاب کے اندر منضبط تھے جسے یا تو حکومت پاکستان انڈیا سے اپنے ساتھ لائی تھی اور یا وہ یہاں کی لائبریری یا ایوان حکومت میں رکھی تھی اور حکومت کا فریضہ یہ تھا کہ وہ ان قوانین کو حکومت کے قانون کی حیثیت سے ملک میں نافذ کر دے۔ یہ تھا وہ تاثر جو یہاں دیا گیا لیکن حقیقت یہ تھی کہ انڈیا اور پاکستان تو ایک طرف، دنیا میں کہیں بھی کوئی ضابطہ قوانین ایسا موجود نہیں ہے، جسے تمام فرقوں کے مسلمان متفقہ طور پر اسلامی تسلیم کر لیتے (غلط فہمی اور غلط نگاہی کی انتہا دیکھئے..... ناقل)۔ صورت یہ تھی کہ مسلمانوں کے مختلف فرقے تھے اور ہر فرقے کے پرسنل لاء اپنے اپنے تھے، جن میں وہ کسی قسم کا تغیر و تبدیل جائز قرار نہیں دیتے تھے (اس تغیر و تبدل کی ضرورت ہی کیوں تھی، کیا بغیر تغیر و تبدل کے ہر فرقہ کے پرسنل لاز اس کے لئے نافذ نہیں ہو سکتے تھے؟..... ناقل)۔ باقی رہے پبلک لاز تو وہ مختلف سلطنتوں کے وضع کردہ تھے (ذرا اس خالص جہل کی بھی داد دیجئے! ناقل) ہندوستان میں یہ قوانین برطانوی حکومت ہند کے مرتب کردہ تھے اور اس حصہ ملک میں بھی نافذ تھے جسے اب پاکستان کہا جاتا تھا۔ ان حالات میں حکومت سے یہ مطالبہ کرنا کہ ملک میں فوراً قوانین شریعت نافذ کرو، کتنا بڑا فتنہ در کنار تھا؟ (تو پھر پاکستان بنانے کا تکلف ہی کیوں فرمایا گیا؟ اور یہ جھوٹ کیوں بولا جاتا تھا کہ پاکستان میں اسلامی شریعت نافذ کی جائے گی؟ ناقل) ان حالات میں عزیزان من! آپ سوچئے کہ مودودی صاحب کی طرف سے یہ مطالبہ کہ ملک میں فوراً قوانین شریعت نافذ کرو کیا معنی رکھتا تھا (یہ مطالبہ تنہا مودودی صاحب کی طرف سے نہیں تھا بلکہ ان تمام مسلمانوں کی طرف سے تھا اور ہے اور رہے گا جن سے پاکستان کا مطالبہ کیا "لا الٰہ الا اللہ" کے نعرے پر ووٹ لئے گئے تھے..... ناقل)"

اگر حکومت ان کے دام فریب میں الجھ کر کسی ایک فرقے کی فقہ کو بھی بطور قانون مملکت نافذ کر دیتی تو یہاں ایسی سول وار (خانہ جنگی) شروع ہو جاتی جس کے بعد اس مملکت کا نام و نشان تک باقی نہ رہتا۔ انہوں نے (ارباب حکومت نے) سمجھ سے کام لیا اور ایسا کوئی قدم نہ اٹھایا (لیکن افسوس کہ "سول وار" سے یہ ملک پھر بھی محفوظ نہ رہا!! ناقل)

(طلوع اسلام کنونشن منعقدہ اکتوبر ۱۹۷۶ء سے پرویز صاحب کا خطاب بعنوان "اسلام اور پاکستان کے خلاف گہری سازش" شائع کردہ (ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور)

یہ ٹھیک وہی منطق تھی جو "ڈان" کے کالموں میں یہودی، عیسائی، ہندو اور قادیانی غیر مسلم پیش کیا کرتے تھے، یہی منطق یہاں کے لکھے پڑھے لوگوں نے اسلامی قوانین کو ٹالنے کے لئے ہمیشہ استعمال کی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ تقریباً نصف صدی گزرنے پر بھی پاکستان اسلامی قوانین کے معاملے میں اسی مقام پر کھڑا ہے جہاں تقسیم کے وقت تھا بلکہ اس سے بھی چند قدم پیچھے۔

الغرض تقسیم کے بعد یہ خطرہ واقعہ بن کر سامنے آیا، اس خطہ پاک میں دین اور دینی شعائر کی قدر و منزلت رفتہ رفتہ مٹتی چلی گئی۔ اہل علم کو "دو رکعات کا امام" کہہ کر پیچھے دھکیل دیا گیا۔ کانگریسی علماً تو خیر گردن زدنی تھے ہی وہ اکابر علماً جنہوں نے تحریک پاکستان کے لئے اپنا سب کچھ نثار کر دیا تھا انہیں بھی خاموش کر کے چار دیواری میں بٹھا دیا گیا اور دینی مسائل پر ایسے حضرات کی

ختم نبوة

بات کو سند تسلیم کیا گیا جو شاید یہ تک نہیں جانتے کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ شرعی فتوئی اور فیصلے ایسے لوگوں کے تسلیم کئے گئے جو خود شریعت ہی کو داستان کہن سمجھتے تھے۔ (فالی اللہ المشتکی)

الغرض "ڈان" اور دوسرے انگریزی اخبارات جو لادین طبقہ کے زیر تصرف ہیں۔ پینتالیس برس سے اس کی برابر تبلیغ کر رہے ہیں کہ پاکستان میں اسلام کو کسی قیمت پر نافذ نہ ہونے دیا جائے۔ اور چونکہ برسر اقتدار طبقہ پر لادین ذہن کے لوگوں کی گہری چھاپ ہے' اس لئے آج تک پاکستان میں اسلام نافذ نہیں ہو سکا اور اگر لادین طبقہ کی سرگرمیاں اسی طرح جاری رہیں تو صبح قیامت تک بھی یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ پاکستان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام نافذ ہو' مگر جس طرح اسلام کا نعرہ لگانا قیام پاکستان کے وقت بھی سیاست دانوں کی مجبوری تھی کہ اس نعرے کے بغیر مسلم عوام میں ان کی سیاست کو پذیرائی حاصل نہیں ہو سکتی تھی' اسی طرح اسلام کا نعرہ آج ہمارے سیاست دانوں کی مجبوری ہے۔ وہ اسلام پر ایمان نہ رکھتے ہوئے بھی بوجہ مجبوری اسلام کا نعرہ لگانے پر مجبور ہیں۔ لیکن ان کے بلند وبانگ نعروں سے ہی یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے یہ کھوکھلے نعرے محض عوام کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر مسند اقتدار پر فائز ہونے کی خاطر ہیں۔

دراصل امریکہ بہادر نہیں چاہتا کہ مسلمان ممالک میں اسلام نافذ ہو جائے' کیونکہ اسے خطرہ ہے کہ اسلامی ممالک نے واقعتاً اسلام کو اپنالیا اور اس کے معاشی' سماجی اور سیاسی اصولوں کو صدق دل سے نافذ کر دیا تو "امریکن ازم" کا اسی طرح جنازہ نکل جائے گا جس طرح روس کے سوشلزم کا جنازہ بڑی دھوم سے نکل چکا ہے۔ امریکہ بہادر اسلامی ممالک کی بساط سیاست پر ایسے مہروں کو آگے بڑھانا چاہتا ہے جن کا ذہن اسلام سے باغی ہو اور امریکہ کا زر خرید غلام ہو۔

امریکہ بہادر کو یہ بھی اندیشہ ہے کہ پاکستان (اپنی نیم مردہ حالت کے باوجود) آج بھی عالم اسلام کی قیادت کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔ اگر کبھی یہاں کے عوام انگڑائی لے کر خواب غفلت سے بیدار ہو گئے اور انہوں نے ملک میں اسلام کے کامل ومکمل نفاذ کی ٹھان لی تو تمام اسلامی ممالک اس کے نقش قدم کو اپنائیں گے۔ اس طرح اگر اسلام ایک نئی شکل میں ابھر آیا تو امریکہ کے "ورلڈ آرڈر" کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

ان حالات میں تمام حضرات کا فرض ہے جن کے دل میں اسلام اور مسلمانوں سے ہمدردی کا ذرا سا شائبہ بھی موجود ہے کہ عام مسلمانوں کو ایسے سیاسی رہزنوں سے آگاہ کریں جو رہنماؤں کا روپ دھار کر مسلمانوں کے ووٹ کا استحصال کرتے ہیں اور پھر مسند اقتدار پر فائز ہو کر اسلام یا مسلمانوں کا بھلا سوچنے کے بجائے اپنے سفید آقاؤں کے اشارہ چشم وابرو کی تعمیل کرتے ہیں۔

آج پاکستان کا مسلمان پھر دوراہے پر کھڑا ہے اسے فیصلہ کرنا ہے کہ اسے امریکہ کے اشاروں پر ناچنے والوں پر اعتماد کرنا ہے یا ایسے لوگوں پر جو واقعتاً اسلام کے نفاذ میں مخلص بھی ہیں اور اس کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

☆☆..................☆☆

"ہماری نماز" (اردو انگلش)

حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "ہماری نماز" کے عنوان سے نماز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ایمانیات وغیرہ ضروری معلومات پر مشتمل ایک جامع مجموعہ مرتب فرمایا تھا جسے مبین ٹرسٹ پوسٹ بکس ۴۷۰ اسلام آباد ۴۴۰۰۰ نے اردو اور انگلش میں الگ الگ کتابچوں کی صورت میں شائع کیا ہے۔ دونوں کی کتابت وطباعت عمدہ ہے اور انگلش ایڈیشن بطور خاص آرٹ پیپر پر شائع کیا گیا ہے اور مغربی ممالک میں مقیم مسلمان بچوں اور بچیوں کے لئے بہت کار آمد چیز ہے۔

جن حضرات کے رشتہ دار اور عزیز مغربی ممالک میں رہتے ہیں ہم ان سے خصوصی طور پر گزارش کریں گے کہ وہ نماز، ضروری دعاؤں اور ایمانیات کے عربی متن اور ان کے انگلش ترجمہ پر مشتمل یہ کتابچہ اپنے ان عزیزوں کو بھجوانے کا اہتمام کریں تاکہ ان کے بچے نماز جیسے اہم فریضہ کی تعلیم آسانی کے ساتھ حاصل کر سکیں۔

ختم نبوۃ

مولانا محمد ازہر

یٰاسفیٰ علیٰ یُوسف!

انما اشکو ابثی و حزنی الی اللہ

الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی،

اما بعد:

وا اسفاہ! اہل دل و اہل عزیمت، نمونۂ اسلاف و رہنمایانِ ملت، حاملینِ شریعت و پیکرِ سنت جس سرعت سے اس دنیا سے اٹھتے جارہے ہیں دنیا ایک وحشت کدہ معلوم ہونے لگی ہے، ابھی عالم اسلام کی محبوب شخصیت نادرۂ روزگار اور جامع کمالات ہستی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس اللہ سرہ کی دردناک جدائی پر آنسو خشک نہیں ہوئے تھے کہ ایک اور المناک سانحہ اور جاں گداز المیہ نے پوری ملت اسلامیہ کو سوگوار کردیا ہے۔

مادر علمی جامعہ خیر المدارس کے مایہ ناز فرزند اور استاذ العلماً حضرت خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے تلمیذ رشید، صلابت و ثقاہت کے امام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کسی شقی القلب کے ہاتھوں خلعت شہادت پاکر رب کے حضور سرفراز ہوگئے۔

یوں لگتا ہے جیسے زمانہ نے زبردست کروٹ لی ہے۔ ۱۳/ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات کا دن مسلمانان برصغیر بلکہ پوری اسلامی دنیا کو ایک المناک حادثہ کی یاد دلاتا رہے گا، حریم نبوت کا پاسبان، اسرار شریعت کا نکتہ رس اور علم و معرفت کا آفتاب دنیا کے افق سے غائب ہوگیا۔ علم و ثقاہت کی مجلس اجڑ گئی، ملت ایک صاحب بصیرت اور متاع دین و دانش سے محروم ہوگئی، یوسف کارواں رخصت ہوگیا، محدث وقت علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کا امین اور ان کی یادگار "بینات" کا سرپرست محتشم پوری ملت کو اداس و بے یار و مددگار کرگیا، مسلمان اس یوسف گم گشتہ پر مدتوں آنسو بہائیں گے۔

الکرب مجتمع والصبر مفترق

القلب محترق والدمع مستبق

کسی ایسی ہستی کے بارے میں قلم اٹھانا جو میراثِ نبوت سے سرفراز اور بے شمار خصائص کی حامل ہو اور جس سے اللہ رب العزت نے اپنے دین کا غیر معمولی کام لیا ہو، نہایت مشکل مرحلہ ہے۔ مولاناؒ ایسی جامع صفات شخصیت کے مالک تھے جو بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ اپنے اعلیٰ اوصاف اور بزرگانہ کمالات کی وجہ سے ملک کے جید علماً کرام کے حلقہ میں یکساں محبوب و محترم اور صائب الرائے سمجھے جاتے تھے۔ نسل نو کی اسلامی خطوط پر فکری و ذہنی تربیت کے لئے مولاناؒ نے زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کیا۔ وہ طبقہ علماً میں اپنی محبوب و ہردلعزیز شخصیت کے باعث اپنی الگ پہچان رکھتے تھے۔ مولاناؒ کی علمی خدمات کا دائرہ زمان کے اعتبار سے نصف صدی کو محیط ہے، جس میں انہوں نے مسند تدریس کو رونق بخشنے کے علاوہ عصر حاضر کی چکاچوند کرنے والی زندگی میں راستہ بھٹکنے والے بے شمار خاندانوں اور ہزارہا نوجوانوں کو اسلامی احکامات اور تعلیمات سے آگاہ کیا، فکری تعصبات کو رفع کیا اور نظریاتی و تحقیقی تضادات کا ازالہ کیا۔ حق تعالیٰ شانہ نے انہیں اسلامی تعلیمات کو سہل اور دلنشین انداز میں بیان کرنے کی حیرت انگیز صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ مولاناؒ کی تصنیفات و تالیفات کا عدد ۱۰۰ تک پہنچتا ہے، جن میں چند صفحات کے پمفلٹ سے لے کر نو نو جلدوں تک کی ضخیم کتابیں بھی ہیں۔ عصر حاضر میں مولاناؒ کے قلم نے کفر و الحاد اور دجالی فتنوں کے خلاف ایک مجاہد کی تلوار کا کام کیا۔ وہ مسلمانوں کے فروعی اختلافات پر نہایت دلسوزی کے ساتھ ناصحانہ انداز میں لکھتے تھے جس میں کسی کی تحقیر و تضحیک یا دل آزاری کا شائبہ بھی نہ ہوتا تھا، مگر باطل فرقوں بالخصوص ختم نبوت اور عظمت و ناموس صحابہؓ کے منکرین کے خلاف ان کا قلم سیف بے نیام تھا۔ دشمنان دین کو ان کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست و ہزیمت اٹھانا پڑتی تھی اور شاید انہی قوتوں نے علم و عمل کے اس روشن مینار کو زمین بوس کرکے اپنی ذلت و رسوائی کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔

مولانا مرحوم نے ابتدائی تعلیم جامعہ خیر المدارس میں شروع کی اور تکمیل بھی یہیں ہوئی۔ تدریسی کام کا آغاز مدرسہ احیاالعلوم ماموں کانجن اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے کیا۔ پہلے استاذ العلماً حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور بعد ازاں مخدوم العلماً حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور مؤخر الذکر دونوں بزرگوں کی طرف سے اجازت بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آخر دم تک ان اکابر سے گہرا تعلق رہا، اکابر کے گرویدہ تھے اور ان کی کفش برداری کو باعث فخر و سعادت سمجھتے تھے۔

ختم نبوۃ

محدث العصر حضرت علامہ بنوریؒ سے باقاعدہ تلمذ تو حاصل نہیں تھا لیکن شاگردوں سے بڑھ کر ان کی صحبت اٹھائی اور خوب مستفیض ہوئے۔"میرے حضرت بنوریؒ کی چند حسین یادیں" میں تحریر فرماتے ہیں:

"چار بزرگوں کے ساتھ اس ناکارہ کو بچپن ہی سے عشق کی حد تک عقیدت و محبت تھی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ، حضرت امام التبلیغ مولانا محمد یوسف دہلوی نوراللہ مرقدہ، حضرت محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ اور حضرت سلطان القلم مولانا مناظر احسن گیلانی نوراللہ مرقدہ"

اپنے چار اکابر کے لئے یہ ناکارہ ہر نماز کے بعد التزاماً ایصال ثواب کرتا ہے اور ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کرتا ہے:

"(۱) سیدو مرشدی حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی خیر المدارس ملتان، (۲) سید و مرشدی قطب العالم حضرت شیخ محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، (۳) سیدو مرشدی حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ، (۴) سید و مرشدی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ۔ اول الذکر میرے استاذ حدیث بھی ہیں اور شیخ اول بھی، ثانی الذکر میرے شیخ ثانی ہیں، حضرت ڈاکٹر صاحب میرے رہبر طریقت ہیں اور حضرت اقدس بنوریؒ سے نہ اس ناکارہ کو باقاعدہ تلمذ حاصل تھا اور نہ وہ اس ناکارہ کے باقاعدہ شیخ طریقت تھے، لیکن اس ناکارہ کی شخصیت کی تکوین میں ان کا حصہ سب سے زیادہ ہے اور علمی و روحانی استفادہ سب سے زیادہ انہیں سے کیا۔ اس لئے یہ ناکارہ ان کو اپنا سب سے بڑا محسن سمجھتا ہے۔ بعد میں حضرت بنوریؒ نے اس ناکارہ کو حدیث کی اجازت بھی عطا فرمائی تھی، اس لئے ان کو بھی اپنا شیخ و مرشد سمجھتا ہوں۔"

یوں تو مولاناؒ ایک جید محقق اور فقیہ وقت کی حیثیت سے معروف و مقبول تھے۔ علمی موضوعات پر ان کی بیش قیمت آراء، محققانہ مقالے اور فتاویٰ پر مشتمل کتب اس کی شاہد عدل ہیں، لیکن "اختلاف امت اور صراط مستقیم" معرکۃ الآراء عنوان ہے، جس میں مولاناؒ کے اشہب قلم نے اپنی جولانی دکھائی ہے، حیران و تشنہ کام عوام کے لئے ان کا سلسلہ "آپ کے مسائل اور ان کا حل" چشمہ فیض تھا، جس سے کتنی ہی خلق خدا فیضیاب ہوئی۔ مولاناؒ صرف فقہی اور تحقیقی میدان ہی کے شہسوار نہ تھے بلکہ اس کے ساتھ وہ ایک مرد مؤمن، عارف باللہ اور محدث بھی تھے جنہوں نے ایک عرصہ تک جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں درس حدیث کی مسند کو رونق بخشی اور سینکڑوں طلباً ان سے مستفید ہوئے، وہ ایک ادیب شہیر بھی تھے جن کی تحریریں خشک اوراق نہیں بلکہ روانی اور سلاست کے موتی رولتی تھیں، روحانیت اور ادب کا حسین امتزاج لئے ہوئے تھیں۔ اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں جس میں حضرت بنوریؒ نے رمضان المبارک بنوری ٹاؤن میں آکر گزارنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا، جبکہ مولاناؒ اپنے گھریلو تقاضوں کی بنا پر جائے رمضان شعبان میں ہی چلے گئے تھے، فرماتے ہیں:

"۲۸/شعبان کو رخصت ہونے لگا تو حضرتؒ رخصت کرنے کے لئے اس ناکارہ کی قیام گاہ پر تشریف لائے، ایک لفافہ جس میں دو سو روپے تھے عطا کرنا چاہا، اس ناکارہ نے (اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے) محض تصنع اور بناوٹ کی بنا پر یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ: "میں اپنا کرایہ لے کر آیا ہوں، اس کی ضرورت نہیں۔" مجھے حضرتؒ کا مشفقانہ لہجہ کبھی نہیں بھولے گا، اس کے جواب میں نہایت شفقت و محبت سے فرمایا: "یہ میری طرف سے ہدیہ ہی قبول کر لیجئے" یہ سنتے ہی میں نے فوراً وہ لفافہ لے کر جیب میں رکھ لیا اس کے بعد حضرتؒ نے کئی بار اس ناکارہ سے فرمایا کہ تمہارا وہ انکار مجھے گھائل کر گیا، میں نے (حضرتؒ نے) اسی سے سمجھ لیا کہ یہ ہمارے کام کا آدمی ہے۔"

جیسا کہ عرض کیا گیا تحریر و انشاء پردازی میں مولانا مرحوم کو درجہ کمال حاصل تھا، ان کے قلم سے مختصر و طویل بے شمار مقالات و مضامین زینت قرطاس بنے، زود نویسی کے باوجود ان کی تحریر سلاست و دلنشینی اور سہل ممتنع کا دلکش نمونہ ہوتی تھی، ایک مرتبہ مولانا مرحوم نے ایک ہی نشست میں فل اسکیپ کے ۸۰ صفحات قلم برداشتہ تحریر فرمائے۔ ایک صاحب نے مولانا مرحومؒ کی علمی استعداد اور مقام کا امتحان لینے کے لئے ایک مسئلہ پر پانچ سوالات تحریر کئے۔ جواباً مولانا نے ہر سوال کے جواب میں ۱۰۰ صفحات لکھے اور یوں پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک علمی خزینہ منظر عام پر آ گیا۔

حضرت مولانا لدھیانویؒ کے پر تاثیر قلم کا اندازہ ان کی اس تحریر سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے حضرت علامہ بنوریؒ کی وفات پر مجروح قلب سے لکھی فرماتے ہیں:

"موت کے قانون سے نہ کوئی نبی مستثنیٰ ہے نہ ولی، نہ عالم نہ جاہل، نہ نیک نہ بد، نہ مؤمن نہ کافر، نہ شاہ نہ گدا، اپنے اپنے وقت پر ہی سب کو جانا ہے لیکن جانے والوں سے کچھ ایسے خوش بخت بھی ہوتے ہیں کہ زندگی ان کے نقش پا سے راستہ ڈھونڈتی ہے، قومیں ان کے نور سے روشنی پاتی ہیں۔ انسانیت ان سے غازہ حسن مستعار لیتی ہے، شرافت ان پر ناز کرتی ہے، محبوبیت انہیں دیکھ دیکھ کر اپنے کاکل و گیسو سنوارتی ہے۔ ایوان علم ان کے بہار آفریں وجود سے گل و لالہ بن جاتا ہے، مجروح

قلوب ان کے انفاس سے مرہم شفا پاتے ہیں، بے کس و درماندہ افراد ان کے سایۂ عاطفت میں لپٹتے ہیں، وہ شمع کی مانند خود پگھلتے ہیں مگر مخلوق خدا پر ضو فشانی کرتے ہیں، خود جلتے ہیں مگر دوسروں کو جلا بخشتے ہیں، خود بے چین و بے قرار رہ کر دوسروں کو راحت و سکون عطا کرتے ہیں، ان کے آئینہ رخ زیبا میں یاد خدا کی تصویر جھلکتی نظر آتی ہے، ان کی دید دل کو سرور آنکھوں کو نور عطا کرتی ہے، ان کی محفل سکینت جنت کا نمونہ پیش کرتی ہے، وہ خاموش ہوں تو ہیبت و وقار پر ابلندے پہرا دیتے ہیں، بات کریں تو موتی رولتے ہیں، مسکرائیں تو پھول برساتے ہیں، ناز کریں تو آسماں سے صدائے لبیک آتی ہے، گڑگڑائیں تو عرش الٰہی کانپ جاتا ہے، دنیا سے یہ بھی جاتے ہیں مگر اس شان سے جاتے ہیں کہ ہر چہار سو صف ماتم بچھ جاتی ہے، آسماں و زمین نوحہ کرتے ہیں، انسانیت کا پرچم سرنگوں ہو جاتا ہے، زمانہ تاریخ کی کروٹ بدل دیتا ہے اور قصر ملت میں زلزلہ آجاتا ہے......"

کیسا عجیب اتفاق ہے کہ آج سے بائیس سال قبل مولانا مرحوم نے جو الفاظ اپنے شیخ و مربی حضرت علامہ بنوریؒ کے سانحہ ارتحال پر کہے تھے کم و بیش آج وہ خود ان کی دردناک شہادت پر بھی صادق آرہے ہیں۔ آج بھی چار سو صف ماتم بچھی ہے، آج بھی آسمان و زمین نوحہ کررہے ہیں، آج بھی ملت عظیم زلزلہ سے دوچار ہے، آج بھی انسانیت کا پرچم سرنگوں ہو گیا ہے۔ جب اسلامی جمہوریہ میں دین کے ایسے بطل جلیل کو جو نا معلوم کتنے اکابر کی محنتوں کا مجموعہ اور دعاؤں اور آرزوؤں کا محور تھا...... ایسے رہنمائے ملت و پاسبان دین صدیوں بعد ملتے ہیں...... کس بے دردی اور بے حسی کے ساتھ شہید کردیا گیا، بدبخت دہشت گردوں کو شاید معلوم نہ ہو کہ انہوں نے کس چراغ کو بجھا دیا...... یہ بڑا مقدس اور محبوب خون تھا، کیا بے گناہ خون رنگ لائے بغیر رہے گا؟ کیا مسلمانان پاکستان اس کے وبال کا خمیازہ بھگتنے کا دل گردہ رکھتے ہیں؟ یہ وبال دستک دے کر نہیں آتے، ہاں ایسی بے قراریاں، محرومیاں اور بدنصیبیاں ساتھ لاتے ہیں جو گلے کا ہار اور ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ بن جاتی ہیں۔

زمین پر تم اٹھاتے ہو جو فتنے سوچ لو اتنا
پکار اٹھی زمیں تو آسمان تک بات پہنچے گی

مولانا مرحومؒ آج ہم سے جدا ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے دور کی جاہلیت جدیدہ کی تاریکیوں میں علم و فضل کی جو قندیل روشن کی ہے وہ مدتوں فروزاں رہے گی اور نشان منزل کا پتہ دیتی رہے گی۔ مولانا مرحومؒ بلند قامت دینی شخصیت، بے مثال محقق اور عدیم النظیر مصنف ہونے کے باوجود تواضع و انکسار کا پیکر تھے۔ احقر کو یاد ہے کہ جب جامعہ خیر المدارس سے ماہنامہ "الخیر" کے اجرا کا فیصلہ ہوا اور اس کی ذمہ داری احقر کو سونپی گئی تو راقم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم مہتمم جامعہ خیر المدارس کے حکم سے رہنمائی و مشاورت کے لئے مولانا مرحومؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولاناؒ نے اپنے مادر علمی سے ایک دینی جریدے کے اجرا کے فیصلہ پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا، اپنی ہر طرح سے معاونت کا وعدہ فرمایا اور احقر کی پوری پوری رہنمائی فرمائی۔ تحریر میں پختگی پیدا کرنے کے لئے مولانا مرحومؒ نے فرمایا کہ: "پرانے اردو ڈائجسٹ مہیا کر کے نامور ادیبوں کی تحریریں پڑھو، اس سے تعبیر کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے۔"

تحریر میں پختگی اور تعبیر کا سلیقہ مجھ ایسے مدرسے کے طالب علم کو کیا حاصل ہونی تھی مگر مولانا عبدالرشید صاحب ارشد کی مرتبہ "بیس مردان حق" میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ پر مولانا لدھیانویؒ کا ایک مضمون دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی جس میں مولانا مرحوم نے کمال بے نفسی و خورد نوازی فرماتے ہوئے احقر کے ایک مضمون کو اپنی تحریر کا جزو بنایا۔ اس سے پہلے مولانا مرحومؒ نے یہ الفاظ تحریر فرمائے:

"مولانا محمد ازہر (مدیر الخیر) نے حضرت والاؒ کی خصوصیات درس بہت دلنشین انداز میں بیان فرمائی ہیں وہ لکھتے ہیں...... الخ"

ایک ادنیٰ طالب علم کی، جس نے قلم پکڑنے کا طریقہ مولانا مرحومؒ سے سیکھا ہو اس قدر حوصلہ افزائی، مولانا مرحومؒ کی عظمت و سطوت اور تواضع و بے نفسی کی بہت بڑی دلیل ہے جبکہ احقر کے لئے سند اور سعادت۔

مولانا لدھیانویؒ کی شہادت سے اس وقت تمام دینی حلقے غم و اضطراب کی تصویر بنے ہوئے ہیں، ان لاکھوں انسانوں کے اجتماعی غم کو نظر انداز کرتے ہوئے اگر انتظامیہ نے مولاناؒ کے خون ناحق کو روایتی انداز میں چھپانے کی کوشش کی تو یہ ایک سنگین غلطی ہوگی۔ ملک کے تمام دینی حلقے جا طور پر سراپا احتجاج ہیں اس لئے حکومت ان کے اضطراب اور غم و غصے کا حقیقی ادراک کر کے بلا تاخیر قاتلوں کو قوم کے سامنے پیش کرے، یہ عظیم سانحہ حکومت وقت کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے، اگر وہ مولاناؒ کے قاتلوں اور دہشت گردوں کو پکڑنے میں کامیاب نہ ہوئی تو دہشت گرد یہ پیغام دینے میں کامیاب متصور ہوں گے کہ اب ملک کی کوئی نابغہ روزگار ہستی یا دینی اسکالر ان کی دسترس سے باہر نہیں، وہ جس کی زندگی کا چاہیں چراغ گل کردیں، اگر خدانخواستہ یہی صورت حال پیدا ہوگئی تو پھر پورے ملک میں مایوسی، خوف اور بے حسی کا دور دورہ ہوگا۔ (ولا فعلہا اللہ)

☆☆..................☆☆

ختمِ نبوۃ

محمد طاہر رزاق، لاہور

مغموم دیدہ و دل کے ساتھ دربارِ رسالتؐ میں

حضور اکرم ﷺ! ہمیں معاف کر دیں

حضورؐ! ہمیں معاف کر دیں!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ماں سے زیادہ مہربان ہیں......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ باپ سے زیادہ شفیق ہیں......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمارے لئے راتوں کے پچھلے پہر اٹھتے رہے......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ ہمارے لئے دعاؤں کے لئے بلند ہوتے رہے......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطاہر لبوں سے ہمارے لئے دعاؤں کے پھول برستے رہے......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں سے ہمارے لئے آنسوؤں کی جھڑیاں لگتی رہیں......

زندگی کے ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یاد رکھا...... حتیٰ کہ وقت وصال بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری فکر دامن گیر تھی......!!!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! کل جب حشر کا میدان ہوگا...... ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا...... انسان بھوک پیاس اور خوف سے بے حال ہوں گے......

جب ماں بچے کو دیکھ کر بھاگ جائے گی......

جب باپ بیٹے کو دیکھ کر راہ فرار اختیار کر جائے گا......

جب جگری یار آنکھ چرا کر دوڑ جائیں گے......

جب خدام و نوکر تکا سا جواب دے دیں گے......

جب دنیاوی رشتے کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ پھوٹ جائیں گے......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری محبت میں بے چینی سے حشر کے میدان میں بھاگ دوڑ رہے ہوں گے......

کبھی میزان پر اپنے سامنے ہمارے اعمال تلوا رہے ہوں گے......

کبھی پل صراط پر ہمیں پل صراط پار کروا رہے ہوں گے......

کبھی حوض کوثر پر کھڑے اپنے پیاسے امتیوں کو جام کوثر پلا رہے ہوں گے......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی کا یہ عالم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر کے جام آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں گے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے ایک جام پی لے گا اسے پھر میدان حشر میں پیاس نہ لگے گی......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میدان حشر میں جب سارے نبی ”نفسی، نفسی“ کہہ رہے ہوں گے...... اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”امتی، امتی“ پکار رہے ہوں گے......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہی ہمیں پناہ ملے گی......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمارے لئے سحاب کرم ہیں......

حضورؐ! آپؐ کی ذات ہمیں اللہ کے عذاب سے بچائے ہوئے ہے......

حضورؐ! اگر اللہ تعالیٰ کو آپ کی ذات اقدس کا لحاظ نہ ہوتا...... تو ہم پہ پتھروں کی بارش ہوتی......

ہم پہ آسمان سے آگ کا مینہ برستا......

بپھری ہوئی آندھیاں ہمیں پٹخا پٹخا کر مارتیں......

ہولناک زلزلے ہمارے پاپی وجودوں کو تہ زمین میں لے جاتے......

سیلاب ہمیں کوڑے کرکٹ کی طرح بہالے جاتے...... اور ہماری پھولی ہوئی بدبودار لاشیں عبرت کی تاریخ بن جاتیں......

ہماری فصلیں برباد کر دی جاتیں...... اور ہم پر بھوک اور قحط کے عذاب ٹوٹ پڑتے......

ہماری شکلیں مسخ کر دی جاتیں......

ہم پہ قوم عاد و ثمود کی تاریخ دہرائی جاتی......

حضورؐ! ہم صرف آپؐ کی وجہ سے...... اور آپؐ کے گنبد خضرا کی وجہ سے بچے ہوئے ہیں......

کسی عاشق صادق نے کہا ہے کہ اللہ کا عذاب آج بھی آتا ہے...... لیکن گنبد خضرا کی وجہ سے واپس چلا جاتا ہے۔

حضورؐ! ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ آپؐ کی ذات کا صدقہ ہے۔

حضورؐ! ہم انگریزوں کے غلام تھے، ذلیل و رسوا تھے، خائب و خاسر تھے، بے وقعت و بے قدر تھے...... ہماری قوم نے مل کر آپؐ کی ذات کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کی:

"اے اللہ! تو ہمیں زمین کا ایک ٹکڑا دے دے، ہم اس زمین پر تیرے پیارے نبی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حکومت قائم کریں گے، اس کے آسمانوں تلے تیرے حبیب تاجدار ختم نبوت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ڈنکا بجے گا...... اس کی عدالتوں میں قرآن و سنت سے فیصلے ہوں گے، اس دھرتی پر تیرے اور تیرے حبیب ﷺ کے گستاخ کے لئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔"

حضورؐ! اللہ نے بحرمت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دعا سن لی...... ہماری گردن سے غلامی کے پٹے اتر گئے...... رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں ہمیں پاکستان کا تحفہ مل گیا...... ہم غلامی کی بدبودار فضا سے آزادی کی باد نسیم کے جھونکوں میں آگئے......

لیکن...... حضورؐ! ہم نے اللہ سے اور آپؐ سے بدعہدی کی، مکاری کی، عیاری کی......!!!

ہم نے آپؐ کے دین کو پاکستان میں نافذ نہ کیا، اسلام روتا رہا، ہم بدمست رہے، دین کراہتا رہا، لیکن ہمارے کان بے ساعت بن گئے، ہم نے ختم نبوت کے باغیوں کو اعلیٰ عہدوں پر بٹھایا، ان کے ہاتھوں میں زمام اقتدار دی، پاکستان میں آپ کی ختم نبوت کا مذاق اڑایا گیا، باغیان ختم نبوت کو تحفظ عطا کیا گیا، آپ کے قرآن میں قطع و برید کی گئی، آپ کے اسلام کے مقابل قادیان کا جعلی اسلام لایا گیا، آپؐ کی نبوت کے متوازی قادیانی نبوت چلانے کی ناپاک جسارت کی گئی، اس ظلم عظیم پر احتجاج کرنے والوں کو حوالہ زنداں کیا گیا، منکرین ختم نبوت کے خلاف نعرہ جہاد بلند کرنے والوں کی زبان بندی کی گئی، ان پر ہولناک تشدد کیا گیا، معاشرے میں انہیں مجرم گردانا گیا......

حضورؐ! ہمیں معاف کردیں......

حضورؐ! ہم پرنم آنکھوں سے درخواست کرتے ہیں......

حضورؐ! ہم ہاتھ باندھ کر عرض کرتے ہیں......

حضورؐ! ہم آنسوؤں کی زبان میں معافی مانگتے ہیں......

حضورؐ! یہ سارے جرائم بدمعاش حکمرانوں کے ٹولوں نے کئے ہیں...... عوام تو آج بھی آپؐ کے غلام ہیں...... ان کے دل آپ کی محبت میں دھڑکتے ہیں...... وہ آج بھی آپؐ کی عزت ناموس پر سوجان سے قربان ہیں...... حضورؐ! یہ عوام ہی تھے...... جنہوں نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ کے تاج ختم نبوت کو دس ہزار شہیدوں کی سلامی پیش کی تھی...... دو لاکھ سے زائد حوالہ زنداں ہو گئے تھے...... آپؐ کے عشاق قیدیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ جیلیں کم پڑ گئیں اور ظالم حکمرانوں کو کھلے میدانوں میں باڑیں لگا کر عارضی جیلیں بنانا پڑیں۔

حضورؐ! یہ آپؐ کے ہی غلام تھے، جنہوں نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت چلا کر قادیانیوں کو پاکستان کی پارلیمنٹ کے ذریعے بھی کافر قرار دلوادیا۔

حضورؐ! آج بھی آپؐ کے عاشق پوری دنیا میں سارقان ختم نبوت قادیانیوں سے برسرپیکار ہیں...... آپؐ کی ختم نبوت کے پرچم کو پوری قوت سے بلند کئے ہوئے ہیں، اور اس راہ عشق میں آنے والی ہر تکلیف کو خوش دلی سے برداشت کر رہے ہیں......

حضورؐ! ان شہیدوں کے صدقے، ان غازیوں کے صدقے، ان مجاہدوں کے صدقے، ہمیں معاف کردیں، ہماری طرف نظر کرم سے دیکھ لیں......

حضورؐ! اگر آپ کا دامن...... ہاتھوں سے چھوٹ گیا...... تو پھر ہم کہیں کے بھی نہیں...... دنیا میں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں...... ہم خارش زدہ کتے سے زیادہ بے وقعت اور غلیظ نالیوں سے رینگنے والے کیڑے سے زیادہ بے قدر ہو جائیں گے......

حضورؐ! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر رحمت پھیر لی، تو پھر دنیا و آخرت کے سارے عذاب ہم پر ٹوٹ پڑیں گے......

حضورؐ! ہمیں معاف کردیں......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رحمۃ للعالمینی کا واسطہ

آپ کو مجاہد اعظم ختم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ کا واسطہ......

آپ ﷺ کو تحریک ختم نبوت کے پہلے شہید حضرت حبیبؓ بن زید انصاری کا واسطہ......

آپ ﷺ کو جنگ یمامہ کے شہیدوں کا واسطہ......

حضورؐ! ہمیں معاف کردیں...... حضورؐ! ہمیں معاف کردیں......

رہبر و رہنما حضورؐ مرشد و مقتدا حضورؐ
قلب کی آواز حضورؐ روح کا مدعا حضورؐ
میرے لئے خدا کے بعد سب کچھ انہی کی ذات ہے
عشق کی ابتدا حضورؐ عشق کی انتہا حضورؐ
میرے لئے چراغ راہ، میرے لئے راہ عمل
آپؐ نے جو کہا حضورؐ آپ نے جو کیا حضورؐ
آپؐ کی ذات پاک کا کتنا بڑا ہے یہ کرم
آپؐ کی ذات پاک سے ہم کو ملا خدا حضورؐ

شرعی حجاب اور مغرب زدہ خواتین

شرعی پردہ مسلمان خواتین کی عزت و عصمت کا تحفظ بھی ہے اور فطری زینت کی ضمانت بھی مغرب زدہ ذہنیت کے حامل لوگ اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو چوپایوں کی طرح آزاد پھرنے کی ترغیب دے کر "چادر اور چار دیواری" کے تقدس کو پامال کرنا چاہتے ہیں لیکن مسلمان ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے (انشاء اللہ)

اسلام میں حجاب کا کیا تصور ہے:

ترجمہ: "اے نبی! مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور دوسرا اپنی عصمت اور عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو چیز کھلی ہو اس سے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل مار لیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے (جو محرم ہیں) شوہر، باپ، خسر، بیٹے، سوتیلے بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، اور عورتیں۔ (آگے چل کر فرماتے ہیں) ان کو حکم دو کہ وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں جو زینت انہوں نے چھپا رکھی (آواز کے ذریعہ) اس کا اظہار ہو۔"

اس کے علاوہ بھی ایسی آیات ہیں جو پردہ پر دلالت کرتی ہیں۔ دیکھئے مردوں کے لئے تو صرف اتنا فرمایا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو، فواحش سے اپنے اخلاق کی حفاظت کرو، مگر عورتوں کو ان دونوں کا حکم بھی دیا اور مزید ہدایتیں بھی ارشاد فرمائیں۔ مثلاً فرمایا ایمان والی عورتیں اپنی آرائش اور زیبائش کو ظاہر نہ کریں اور اوڑھنی یعنی چادر اچھی طرح لپیٹ کر اوڑھ لیا کریں کیونکہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ عورتیں اپنی چادریں صرف سر پر رکھ کر اس کے دونوں کنارے پشت پر ڈال دیتی، جس سے گریبان گلا، سینہ اور کان کھلے رہتے، اس لئے مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس طرح نہ کریں۔

دوسرے مقام پر فرمایا: چلتے وقت اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں، جس سے چھپے ہوئے زیورات کی آواز لوگوں کو معلوم ہو اور لوگ ان کی طرف توجہ کر کے طمع کرنے لگیں۔ جب عورت کے زیور کی آواز عورت ہے تو اس کی آواز اور خود ان کو کیوں نہ پردہ ہو گا؟

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو حکم دیتے ہیں جب وہ کسی اہم کام کے لئے گھر سے نکلیں تو اپنے چہروں پر اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر ڈھانک لیا کریں، امام محمد ابن سیرین سے حضرت عبیدہ بن سفیان بن الحارث نے دریافت کیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے خود چادر اوڑھ کر بتایا اور اپنی پیشانی اور ناک اور ایک آنکھ چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ علامہ ابوبکر جصاص اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورتیں اجنبیوں سے

تحریر: مولانا زین العابدین زبیر

چہرہ چھپانے کے لئے پابند ہیں اور گھر سے نکلتے ہوئے پردہ داری اور عفت مآبی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے چہروں پر گھونگھٹ ڈال لیا کریں تاکہ بدنیت لوگ ان کے حق میں طمع نہ کر سکیں، علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں ابتدائے عہد اسلام میں عورتیں زمانہ جاہلیت کی طرح قمیص اور دوپٹے کے ساتھ نکلتی تھیں اور شریف عورتوں کا لباس ادنیٰ درجہ کی عورتوں سے مختلف نہ تھا، پھر حکم دیا گیا کہ وہ چادریں اوڑھیں اپنے چہرے اور سر چھپائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ شریف عورتیں ہیں فاحشہ نہیں ہیں۔ غرائب القرآن بحوالہ حاشیہ ابن جریری ص ۳۲ /ج ۲۲ امام رازیؒ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

"زمانہ جاہلیت میں اشراف کی عورتیں اور لونڈیاں سب کھلی ہوتی تھیں اور بدکار لوگ ان کا پیچھا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے شریف عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈال لیں، پس اس سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ یہ پردہ دار ہیں ان سے بدکاری کی توقع نہ کی جائے گی۔"

ان تمام نصوص کے خلاف مغرب زدہ ذہنیت کے حامل لوگ بیان بازی کر کے بھی مدعی مسلمان ہیں۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ پردہ دل کا ہوتا ہے حالانکہ عبیدہ بن سفیان الحارث نے واضح بتایا کہ پردہ یوں کیا جائے۔

اب آیئے پوچھتے ہیں حدیث اور اقوال و آثار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ اس سے زیادہ کھولے یہ کہہ کر آپ نے کلائی کے نصف حصہ پر ہاتھ رکھا۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے سوائے چہرہ اور کلائی کے جوڑ تک ہاتھ کے۔"

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں، اتنے میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے جو نابینا تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے پردہ کرو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیا یہ نابینا نہیں؟ نہ ہم کو دیکھیں گے نہ ہمیں پہچانیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم دونوں نابینا ہو؟ کیا تم دونوں ان کو نہیں دیکھتی ہو؟"

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت

ختم نبوۃ

میں جب مسلمان شام کے علاقہ میں گئے اور ان کی خواتین وہاں کی نصرانی اور یہودی عورتوں کے ساتھ بے تکلف ملنے لگیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر شام حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو لکھا کہ مسلمان عورتوں کو اہل کتاب کی عورتوں کے ساتھ حماموں میں جانے سے منع کردو۔" (تفسیر ابن جریر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ نے تصریح کی ہے کہ مسلمان عورتیں کفار اور اہل الذمہ کے سامنے صرف اتنا حصہ ظاہر کر سکتی ہیں جتنا حصہ اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔ ان دونوں روایتوں سے اندازہ فرمایئے کہ مسلمان عورتوں کو کتنا تحفظ دیا گیا تاکہ مسلم عورتیں غیر مسلم عورتوں سے مل کر اپنے اخلاق پر دھبہ نہ لگا بیٹھیں اور ان کی دیکھا دیکھی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے کہ وہ اسلامی نقطہ نظر سے قابل اعتراض ہو۔

مسجد میں نماز پڑھنے کی ممانعت :

آپ خوب جانتے ہوں گے کہ اسلام میں سب سے اہم فرض نماز ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کو بڑی اہمیت دی ہے مگر نماز باجماعت کے باب میں جو احکام مردوں کے لئے ہیں ان کے بالکل برعکس احکام عورتوں کے لئے ہیں۔ یعنی مردوں کے لئے افضل ترین نماز جو مسجد میں باجماعت ہو اور عورتوں کے لئے افضل ترین نماز جو گھر میں انتہائی خلوت کی حالت میں ہو۔ امام احمدؒ نے ام حمید ساعدیہؓ کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ :

"انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم ہے مگر تیرا الگ کونے میں نماز پڑھنا بہتر ہے اس سے کہ تو حجرہ میں نماز پڑھے......الخ"

اسی مضمون کی حدیث ابو داؤد میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کا اپنی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا بہتر ہے اس سے کہ وہ کمرہ میں پڑھے......الخ دیکھئے یہاں ترتیب بالکل الٹ گئی ہے مرد کے لئے سب سے اونچی درجہ کی نماز یہ ہے کہ وہ الگ کونہ میں تنہائی کے اندر پڑھے اور عورت سب سے افضل یہ ہے کہ وہ بڑی سے بڑی جماعت میں شریک ہو۔ مگر عورت کے لئے اس کے برعکس انتہائی خلوت میں نماز کی فضیلت ہے اور اس خفیہ نماز کو نہ صرف نماز باجماعت پر ترجیح دی گئی بلکہ اس نماز سے بھی افضل کہا گیا ہے، جس سے بڑھ کر کوئی نعمت مسلمان کے لئے ہو ہی نہیں سکتی، یعنی مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جماعت جس کے امام خود امام الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، آخر اس فرق اور امتیاز کی وجہ کیا؟ یہاں تک کہ شارع نے عورت کے باہر نکلنے کو پسند نہیں فرمایا اور جماعت میں ان کو روایات کے خلط ملط ہونے کو منع اور روکنا چاہا۔ مزید برآں یہ کہ مسجد ایک پاک اور مقدس مقام ہے جہاں اس وقت یہ خیال بھی نہ کیا جا سکتا تھا مگر شارع نے اختلاط صنفین کو روکنے کے لئے اپنے منشا کا اظہار فضیلت و عدم فضیلت کے فرق سے واضح فرمایا حالانکہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانا کوئی برا فعل نہ تھا۔

حالت احرام میں پردہ کا حکم ہے :

ان احادیث کے بعد ازواج مطہرات کے افعال سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت پردہ کے نزول کے بعد سے عہد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عام طور پر مسلمان عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے لگی تھیں اور کھلے چہروں پھرنے کا رواج ہو چکا تھا۔

"ابو داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے قریب سے گزرتے تھے اور ہم عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں، پس جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔"

اندازہ فرمایئے! اتنے اہم کام میں بھی پردہ کو ترک نہ فرمایا، آج مغرب زدہ ذہن کے حامل لوگوں نے صرف غیروں کی خوشنودی حاصل کرنے کا عہد کر رکھا ہے، اسلام کا چہرہ مسخ ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔

اب قارئین حضرات خود فیصلہ فرمائیں اور موازنہ کریں کہ شرعی حجاب میں قرآن و حدیث اور اقوال مفسرین و آثار کا کیا درجہ رکھتا ہے۔ کیا شرعی حجاب کے مخالفین فہم قرآن و حدیث سے زیادہ رکھتے ہیں؟ یا امام رازی، ابن عباس اور ابو بکر حصاصؒ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

شرعی حجاب کے مخالفین کو معلوم ہونا چاہئے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیور کو موت قرار دیا ہے، جو گھر کا ایک فرد ہے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حاکم کے ساتھ حکیم بھی ہیں، اور بے حکیم جو بھی نسخہ تجویز کرتا ہے وہ مریض کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے اگرچہ مریض کے لئے کتنا کڑوا ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنایا اور اس کا اعلان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کروایا تاکہ تمہاری عزتوں اور عصمتوں کا تحفظ ہو اور تمہارے نسب محفوظ ہوں اور ہمارے اصحاب اقتدار ہیں کہ "حجاب کا اسلام میں کوئی تصور نہیں" بیان دے کر یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ ہماری مائیں، بہنیں جانوروں کی طرح آزاد رہیں، جہاں چاہیں پھریں، جہاں چاہیں چلیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شرعی حجاب کے مخالفین اسلام کے بنیادی اصولوں سے بھی ناواقف ہیں، اسلام کی کچھ سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔

نہیں ہے علم ان میں جہل مستی کا جھگڑا ہے
یہ باتیں غیر ثابت ہیں زر و حق کا جھگڑا ہے

صحیح بات یہ ہے کہ انگریزی تعلیم نے انگریزی تمدن نے فطرت انسانی کو خراب کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ غیروں کی نقالی سے بچائے۔ (آمین)

آخری بات! اسلام کے طے شدہ امور و احکام کا مذاق اڑانے والے مغرب زدہ لوگوں کی گرفت نہ کرنا ان کی ہمنوائی کے مترادف ہوگا۔ شرعی حجاب کی مخالفت کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ حجاب مسلمان عورتوں کی جہاں عزت و عصمت کا محافظ ہے وہاں فطری زینت کی ضمانت بھی ہے۔ اللہ رب العزت اسلامی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆..................☆☆

ختم نبوۃ

علمأ کی شان

(محمد سلمان منصور پوری)

مشہور مؤرخ اور محدث حافظ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۴ھ) نے حضرت وہب بن منبہؒ کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک بڑے متدین عالم کو ایسے بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا جو لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا کرتا تھا، جب وہ عالم بزرگ بادشاہ کے قریب پہنچے تو وہاں پولیس کے ایک افسر نے چپکے سے ان عالم صاحب سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ اپنے ہاتھ سے ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے مجھے دے دیں جب بادشاہ آپ سے خنزیر کھانے کو کہے گا تو میں خنزیر کے گوشت کے بجائے یہی بکری کا حلال گوشت آپ کے سامنے رکھوادوں گا، آپ تو حلال ہی گوشت کھائیں گے، جبکہ بادشاہ اور دیکھنے والے لوگ اس مغالطہ میں رہیں گے کہ آپ خنزیر کا گوشت کھا رہے ہیں۔ اس طرح آپ حرام سے بچ جائیں گے اور آپ کی جان خلاصی بھی ہو جائے گی۔ چنانچہ ان عالم صاحب نے بکری کا بچہ ذبح کروا کر پولیس افسر کو دے دیا پولیس افسر نے حسب وعدہ وہ بچہ شاہی خانساموں کے حوالہ کر دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ جب بادشاہ ان عالم صاحب کو خنزیر کا گوشت پیش کرنے کا حکم دے تو ان کے سامنے اس بکری کے بچہ کے گوشت کو رکھ دینا۔ اس کے بعد لوگ بہت بڑی تعداد میں جمع ہو گئے اور ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ان عالم صاحب نے خنزیر کا گوشت کھالیا تو ہم بھی کھالیں گے اور اگر وہ رک گئے تو ہم بھی رک جائیں گے۔ پھر بادشاہ آیا اس نے اپنے کارندوں کو خنزیر کا گوشت لوگوں کے سامنے رکھنے کا حکم دیا، چنانچہ گوشت لایا گیا اور خانساموں نے عالم صاحب کے سامنے پولیس افسر کی ہدایت کے مطابق بکری کا حلال گوشت رکھا، اب یہ موقع بڑی نزاکت کا تھا، اللہ تعالیٰ نے عالم صاحب کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اگرچہ میں اس بکری کے گوشت کو کھا کر حرمت سے بچ جاؤں گا لیکن لوگوں کو اصل حقیقت معلوم نہیں ہے وہ تو یہی سمجھیں گے کہ میں خنزیر کا گوشت کھا رہا ہوں، اور میرے اس عمل کی وجہ سے جتنے لوگ بھی اس حرام کام میں مبتلا ہوں گے، ان سب کا وبال قیامت میں میرے سر ہوگا، لہٰذا میں ایسا عمل ہرگز نہ کروں گا خواہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اور مجھے آگ میں جلا دیا جائے، اور انہوں نے بادشاہ سے وہ گوشت کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ اس درمیان وہ پولیس افسر سامنے سے بار بار اشارہ کرتا رہا کہ یہ تو بکری کا گوشت ہے اسے آپ کھا لیجئے۔ لیکن آپ برابر انکار ہی کرتے رہے بالآخر بادشاہ نے اسی پولیس افسر کو حکم دیا کہ انہیں لے جا کر قتل کر دیا جائے۔ جب وہ پولیس افسر آپ کو لے جانے لگا تو اس نے پوچھا کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ نے وہ گوشت بھی نہیں کھایا جو خود ذبح کر کے مجھے دیا تھا؟ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟ اس پر ان عالم صاحب نے جواب دیا کہ مجھے کامل یقین تھا کہ یہ گوشت میرے لئے حلال ہے لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ لوگ ناواقفیت میں میری اقتدا کریں گے اور وہ صرف یہی سمجھیں گے کہ میں نے خنزیر کا گوشت کھایا ہے اور بعد میں بھی یہی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے یہ گوشت کھایا تھا اور انہیں حقیقت معلوم نہ ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان عالم صاحب نے قتل ہونا گوارا کیا لیکن دوسروں کا وبال اپنے سر لینا برداشت نہیں کیا۔ عالم کی یہی شان ہونی چاہئے کہ وہ تہمت کی چیزوں سے بچتا رہے اس لئے کہ اس کی غلطی کو بھی لوگ باعث تقلید سمجھ کر اس کی پیروی شروع کر دیتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ص :۱۴۳ ج-۹)

علما کا کام صرف یہی نہیں کہ خود برائی اور گناہ سے بچیں بلکہ ان کی یہ منصبی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کو بھی برائیوں سے بچائیں اور کوئی ایسا حقیقی مباح عمل بھی نہ کریں جس سے غلط فہمی کی بنا پر عوام میں برائی پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ افسوس ہے کہ آج عام طور پر محض عمل کا مباح ہونا کافی سمجھا جاتا ہے اور یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ اس کے اثرات دوسروں پر کیا پڑیں گے۔ جس کی بنا پر علمأ کی وقعت میں کمی آرہی ہے۔ علمأ اور مقتدایان ملت کو بالخصوص اس جانب توجہ برابر رکھنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''آدمی کا اس وقت تک صحیح معنی میں اہل تقویٰ میں شمار نہیں ہو سکتا جب تک کہ مباح باتوں کو بھی جائز عمل کے خطرہ سے ترک نہ کر دے۔'' (الترغیب والترہیب ۳۵۲ / ۲)

اللہ تعالیٰ بہتر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہر طرح کی کوتاہی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

●●

اخبارِ ختمِ نبوّت

عقیدۂ ختم نبوت کے محور پر امت مسلمہ کی شیرازہ بندی قائم رہ سکتی ہے

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت عقیدۂ ختم نبوت کے شجرۂ طیبہ کو سرسبز و شاداب کرے گی

مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، مولانا منظور احمد الحسینی، ڈاکٹر عبدالرزاق کا ختم نبوت کانفرنس سے خطاب

ڈنمارک (رپورٹ: مفتی محمد جمیل خان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا محمد فاروق، طہٰ قریشی، حاجی عبدالحمید، مولانا احمد خان اور مولانا مشتاق الرحمٰن نے اسلامک سینٹر کوپن ہیگن میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت امت مسلمہ کی وحدت کی بنیاد ہونے کے ساتھ ساتھ اس عقیدہ کے محور پر امت مسلمہ کی شیرازہ بندی قائم رہ سکتی ہے، سب سے پہلے اس عقیدہ کی شادابی کے لئے ۱۲ سو سے زائد حفاظ، قراء، محدثین اور مفسرین صحابہ کرامؓ نے شہادت کا نذرانہ پیش کیا اور گزشتہ سو سال سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء کرام اور قافلہ امیر شریعتؒ کے جاں نثاران ختم نبوت قربانیوں کے ذریعہ اس شجرۂ طیبہ کی آبیاری کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ شہید ختم نبوتؒ کی شہادت عقیدۂ ختم نبوت کے اس شجرۂ طیبہ کو مزید سرسبز و شاداب کرے گی اور آپؒ کا مبارک خون مسلمانوں کے بہتر مستقبل کی تمہید ہے۔ آج دنیا بھر میں قادیانی گروہ مسلمانوں کے اس عقیدۂ ختم نبوت پر زد لگانے کے لئے درپردہ سازشوں میں مصروف ہے اور پاکستان میں دہشت گردی کی پشت پر یہودی اور عیسائیوں کے تعاون سے قادیانیوں کا بہت بڑا کردار ہے۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر یہ گروہ پسماندہ علاقوں میں امداد کی آڑ میں مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ الحمدللہ! ختم نبوت کانفرنسوں کے ذریعہ مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کی آگاہی کے ساتھ غیر مسلموں اور منکرین ختم نبوت کی ارتدادی سرگرمیوں سے بچانے کے لئے لائحہ عمل دیا جاتا ہے۔ بیلجیئم، مغربی جرمنی اور ڈنمارک کے بعد اب ناروے، پولینڈ، پرتگال اور امریکہ میں ختم نبوت کانفرنسوں کا آغاز نیک شگون ہے۔ ۶/ اگست کو ہونے والی پندرھویں ختم نبوت کانفرنس میں ڈنمارک، بیلجیئم، ناروے اور دیگر یورپی ممالک سے مسلمان بھرپور انداز میں شرکت کریں گے۔

عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر خدا اور رسول پر ایمان کا دعوٰی دھوکہ ہے

قرآن کریم کی دو سو آیات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے

مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی کا اجتماعات سے خطاب

بولٹن (رپورٹ: مفتی محمد جمیل خان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عبدالرشید، مولانا علی بھائی نے جامع مسجد زکریا بولٹن میں ختم نبوت سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جو گروہ عقیدۂ ختم نبوت کا منکر ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جھوٹے مدعی نبوت کا پیروکار ہو اس کے باوجود وہ قرآن پر یقین اور رسالت پر ایمان کا دعویدار ہو تو اس کا دعوٰی جھوٹ اور دھوکہ کے سوا کچھ نہیں، کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا وہ بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے جس کے منکر کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ سے لے کر آج تک علماء کرام نے اجماعی طور پر جہاد کا فتوٰی دیا اور اس پر عمل کیا۔ آج دنیا بھر میں عمومی طور پر اور یورپ میں خصوصی طور پر قادیانی اور منکرین ختم نبوت انسانی حقوق کے حوالے سے مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈوں میں مصروف ہیں اور کوشش کی جارہی ہے کہ اسلام کو خواہشات کا تابع بنادیا جائے، ایسی صورت میں دعوت و تبلیغ اور جہاد کے ذریعہ مسلمان اپنا تشخص برقرار رکھتے ہوئے اسلام کے غلبہ کے لئے جدوجہد کریں تاکہ دنیائے کفر کے منصوبوں کو ناکام بنایا جاسکے۔ اجتماعات سے حافظ احمد عثمان ایڈووکیٹ، سید عمران ذکی، مولانا مفتی محمد فاروق، قاری محمد ہاشم، مولانا محمد شعیب، محمد منیب بیگ، مولانا لقمان، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے خطاب کیا۔

○

ختم نبوۃ

تحفظ ختم نبوت کانفرنس پیڑیوالی تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

ننکانہ صاحب (محمد شاہد پروانہ) ماہ جولائی کے دوسرے عشرے میں جامع مسجد گوہر (پیڑیوالی) میں ایک عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس جناب میاں محمد حنیف صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی، جس میں جناب میاں محمد حنیف صاحب نے اپنے صدارتی بیان میں کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ پوری نوع انسانی کے لئے تاقیام قیامت مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں بہت سے فتنوں نے سر اٹھایا جن میں مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کا فتنہ سرفہرست تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب کے فتنہ کو ختم کرنے کے لئے جنگ یمامہ میں سات سو قراء و حفاظ صحابہ کرامؓ کو شہید تو کروادیا لیکن جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو ختم کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ہر جھوٹا مدعی نبوت واجب القتل ہے۔

بعد ازاں دیگر مقررین نے بھی خطابات کئے جن میں انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت، انگریز کی سرپرستی اور مرزائیت کے دجل و فریب سے آگاہ کیا۔ تحفظ ختم نبوت اور مرزائیت کے سدباب کے لئے عہدیداروں کا انتخاب کیا گیا جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

صدر: میاں محمد حنیف،

نائب صدر: جناب ماسٹر منظور احمد،

ناظم اعلیٰ: منصب علی خان،

نائب ناظم اعلیٰ: بابر الطاف حسین،

خازن: شہادت خان

علاوہ ازیں کانفرنس کے انعقاد میں قاری محمد رمضان، حافظ محمد سلیمان، جناب حاجی علی مہر، عاشق حسین، محمد اقبال، محمد محرم شہزاد، محمد سجاد حسین ساقی، محمد اعجاز رضا، محمد اسلم قاسم اور سب سے کمسن مجاہد اللہ توکل عرف تقی نے بھرپور تعاون کیا اور کانفرنس کے بخیر و خوبی اختتام پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

حضرت شہید ختم نبوتؒ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے کڑی سزا دی جائے، عبدالرؤف روفی

حضرت اقدسؒ واقعتاً حکیم العصر اور ولی کامل تھے، مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

مانسہرہ (نمائندہ خصوصی) مرکزی جامع مسجد مانسہرہ میں ایک تعزیتی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، جناب عبدالرؤف روفی، محمد اورنگزیب، مولانا وقار الحق، مولانا رفیق الرحمن کے علاوہ ختم نبوت یوتھ فورس مانسہرہ کے دیگر جاں نثاران ختم نبوت نے خطاب کیا، جس میں حضرت اقدس حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے زریں کارناموں کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔

بعد ازاں حضرت شہیدؒ کے لئے تلاوت قرآن مجید سے ایصال ثواب کیا گیا اور تمام پسماندگان، لواحقین، متوسلین اور احباب ختم نبوت سے دلی تعزیت کا اظہار کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ رب العزت حضرت لدھیانویؒ کے درجات عالیہ کو مزید بلند فرمائے۔ (آمین)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں کے امیر جناب نور محمد صاحب مجاہد اللہ کو پیارے ہو گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحق ساقی نے لودھراں میں مرحوم کے گھر جا کر ان کے بھائیوں اور والدہ صاحبہ سے تعزیت کی۔ مرحوم نے ۵۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مرحوم نے ساری زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی خاطر وقف کر رکھی تھی۔ ملک میں جہاں بھی قادیانیت کے مسئلہ کے لئے ختم نبوت کا پروگرام ہوتا مرحوم معذور ہونے کے باوجود ہمہ احباب کے پیش پیش ہوتے، اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کی وجہ سے کار ختم نبوت کو مقدم سمجھتے۔ لودھراں کے علماء کرام اور عوام الناس کے تاثرات یہ ہیں کہ لودھراں ایک مخلص ختم نبوت کے پروانے سے محروم ہو گیا ہے۔ مرحوم ۱۷/جولائی ۲۰۰۰ء مطابق ۱۴/ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ بروز سوموار صبح تہجد کی نماز کے لئے گھر سے مسجد کی طرف جا رہے تھے راستہ ہی میں دل کے عارضہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کا پرخلوص رویہ علماء بالخصوص مبلغین ختم نبوت کے ساتھ والہانہ تھا۔ ان کی وفات پر لودھراں میں ہر آنکھ اشکبار تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم، نائب امیر عارف باللہ سید الخطاطین حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری زید مجدہٗ نے مرحوم کے لواحقین کے ساتھ اظہار غم فرمایا۔ دعا فرمائی کہ اللہ رب العزت مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

○

ختم نبوۃ

۲۷ سال کی طویل جدوجہد کے بعد ڈی آئی خان میں مسجد مسلمانوں کے حوالے کرنے پر عدلیہ کے آئینی فیصلے کا خیر مقدم

پشاور (مولانا نور الحق نور) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا نور الحق نور، مولانا سید امام شاہ، مولانا اکرام اللہ، حاجی فضل حسین نے ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے کے مطابق حکومتی سطح پر مرزا قادیانی کے جملہ پیروکاروں کو پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت تسلیم کر لیا گیا جس کی بنا پر اس اقلیتی گروہ پر وہ تمام احکامات نافذ ہوتے ہیں جو کسی غیر مسلم فرقہ کے متعلق ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی اسلامی شعائر اور مسلمانوں کی اصطلاحات استعمال کرنے کے مجاز نہیں ہیں اس سلسلہ میں ۱۹۷۴ء کے بعد ماتحت عدالتوں سے لے کر پاکستان سپریم کورٹ کے واضح فیصلے اس امر کے ثبوت ہیں، علماء کرام نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ "مسجد" اسلامی شعائر میں ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے، لغت میں مسجد کے معنی سجدہ گاہ کے ہیں اور اسلام کی اصطلاح میں مسجد اس مقام کا نام ہے جو اہل اسلام کی نماز کے لئے وقف ہو چکی ہو اسلامی تاریخ بھی اس امر کی شاہد ہے کہ چودہ سو سال میں کسی بھی غیر مسلم کو اپنی عبادت گاہ مسجد کے نام سے بنانے کی اجازت نہیں دی گئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے زعماء نے ڈیرہ اسمٰعیل خان کے علماء کرام، مسلمانوں اور مقامی مجلس کے قائدین کو ان کی ۲۷ سالہ قانونی جدوجہد کے بعد قادیانیوں سے مسجد واگزار کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا، نیز ڈیرہ کی انتظامیہ کے اس اقدام کو سراہا کہ عدالتی فیصلوں کے مطابق مسجد مسلمانوں کے سپرد کر کے قادیانی غیر مسلم اقلیت کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا جس کے ذریعہ وہ ڈیرہ اسمٰعیل خان جیسے حساس علاقے میں فساد پھیلانا چاہتے تھے۔

اسلامیات (لازمی) برائے جماعت نہم و دہم میں سابقہ مضمون "ختم نبوت" کو ہی شامل کیا جائے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وفاقی وزیر تعلیم، گورنر پنجاب اور صوبائی وزیر تعلیم سے مطالبہ کیا ہے کہ جماعت نہم و دہم کی اسلامیات لازمی کی نئی کتاب میں سابقہ اسلامیات لازمی کا درجہ ختم نبوت کا پورا باب نئے ایڈیشن میں شامل کیا جائے اور اسلامیات کے مضمون میں قرآن مجید باترجمہ اور عربی کو خارج کرنے کے فیصلہ پر نظر ثانی کی جائے، اور یہ کہا کہ اسلامیات لازمی کی کتاب نہم و دہم کے صفحہ ۲۰۷ میں ختم نبوت کے باب میں جو قرآن کریم کی آیات اور ترجمہ درج کیا ہے وہ طالب علموں کے ذہنی عمر کے مطابق نہیں ہے جبکہ سابقہ کتاب میں درج مضمون عام فہم تھا جو صفحہ ۸۸ پر تھا جس کا متن درج ذیل ہے

"حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں فرمایا ہے

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین"

ترجمہ: "نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ بلکہ وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"انا خاتم النبیین لا نبی بعدی"

"میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

ختم نبوت کا عقیدہ ایسا اہم اور بنیادی عقیدہ ہے کہ اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا یہی وجہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں خاص طور پر یہ دفعہ شامل کی گئی ہے کہ ختم نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ہم پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ سے درجہ بالا عبارت کے دوبارہ اندراج کی پرزور اپیل کرتے ہیں۔

عبدالسلام قادیانی کا نام مسلمان سائنس دانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے، وفاقی وزارت تعلیم

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) وفاقی وزارت تعلیم نے طبعیات کلاس نہم کی درسی کتاب کے نئے ایڈیشن میں قادیانی غیر مسلم سائنس دان آنجہانی عبدالسلام کا نام مسلمان سائنس دانوں کی فہرست سے خارج کرنے کے لئے چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کو ضروری احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ اس امر کی اطلاع وزارت تعلیم کے ڈپٹی ایجوکیشنل ایڈوائزر ڈاکٹر این اے سیال نے ایک مراسلہ کے ذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولانا فقیر محمد کو دی ہے جنہوں نے ایک یادداشت کے ذریعہ وفاقی وزیر تعلیم پنجاب سے مطالبہ کیا تھا کہ: آنجہانی قادیانی غیر مسلم عبدالسلام مرتد کا نام جماعت نہم و دہم کی کتاب طبعیات کے صفحہ نمبر ۸ سے خارج کیا جائے۔ اگر درج ہی کرنا ہے تو اس کافر کو غیر مسلموں کے ساتھ لکھا جائے اور اس کے نام کے ساتھ عبدالسلام قادیانی لکھا جائے تاکہ مسلمان طالب علم کو دھوکا نہ دیا جا سکے، جبکہ نومبر ۱۹۹۶ء میں سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، پنجاب بک بورڈ، کے علاوہ پشاور بک بورڈ نے الگ الگ یادداشتوں میں عالمی مجلس کو یقین دلایا تھا کہ طبعیات کی کتاب کے نئے ایڈیشن میں عبدالسلام قادیانی کے نام کو غیر مسلم سائنس دانوں کے ساتھ لکھا جائے گا۔

اسلام دین حق ہے ہم بغیر کسی جبر واکراہ کے اسلام کی حقانیت کا بر ملا اظہار کرتے ہیں

اسلام دین رحمت ہے، ہم اس سعادت کے حصول پر انتہائی خوش ہیں،

ضلع خوشاب کے تین عیسائی خاندانوں کے قبول اسلام کے بعد تاثرات

خوشاب (مولانا محمد اختر) ۹۴ ایم بی چک نمبر ۴ خوشاب کے تین عیسائی خاندانوں نے اسلام کی حقانیت کو برضا ورغبت تسلیم کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر قاری سعید احمد اسعد کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا ہے۔ قبول اسلام کے بعد نو مسلموں نے اپنے بیان میں کہا کہ اسلام دین حق ہے، ہم بغیر کسی جبر واکراہ کے اسلام کی حقانیت کا برملا اظہار کرتے ہیں اور ہم معہ اہل خانہ اس سعادت کے حصول پر انتہائی خوش ہیں۔ نو مسلموں کے سابقہ اور نئے اسلامی نام بالترتیب درج ذیل ہیں:

سابقہ نام	نئے اسلامی نام
فرانسس ولد بابو میانہ	محمد عبداللہ
رانا حمید مسیح	رانا محمد عمر فاروق
ڈیوڈ ولد ایوب مسیح	محمد صدیق

تمام مسلمانوں نے نو مسلموں کو معہ اہل خانہ قبول اسلام کی سعادت کے حصول پر مبارکباد پیش کی اور دلی مسرت کا اظہار کیا اور اپنے نو مسلم بھائیوں کی ہر طرح مدد کرنے کی یقین دہانی کرائی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ نو مسلم بھائیوں کو اسلام پر استقامت بخشے۔ (آمین)

تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ناموس صحابہؓ کے لئے علمأ کرام نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے

حکومت پاکستان قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا پابند بنائے،

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس خوشاب سے علمأ کرام کے خطابات

خوشاب (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کانفرنس منعقد کی گئی جس میں علمأ کرام نے کثیر تعداد سامعین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر عمل کرنا دونوں جہاں کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور اسوۂ حسنہ روشن راہ عمل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے تحفظ ناموس کے لئے علمأ کرام نے ہمیشہ جانی قربانی تک پیش کی ہے اور کرتے رہیں گے۔ دشمنان اسلام قادیانی آئین پاکستان کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں، حکومت کے لئے بروقت سدباب کرکے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل ہونے سے بچانا ضروری ہے۔ کانفرنس سے مولانا غلام مصطفیٰ مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر، مولانا محمد اختر خوشاب، مولانا محمد حسین چنیوٹی، قاری سعید احمد اسعد، قاری اشرف حیدری اور جناب رشید احمد ربانی نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے اختتام پر اٹامک انرجی گروپ چھاؤنی خوشاب کے گرد قادیانیوں کی مذموم سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے حکومت کے بروقت اقدام کرنے کے لئے قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔

ضروری وضاحت

ہفت روزہ ختم نبوت میں تمام مضامین نیک نیتی کی بنأ پر افادۂ عام کے لئے شائع کئے جاتے ہیں۔ شمارہ : ۱۱ میں ”خاتم النبیین کا مصداق کون؟“ کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا گیا جو پیچیدہ علمی بحث پر مشتمل تھا قسط وار شائع کرنے کا ارادہ تھا مگر بوجہ طوالت و پیچیدہ علمی بحث جو عوام الناس کی علمی استعداد سے بالا ہے، لہذا ہم مذکورہ مضمون کی دیگر اقساط شائع کرنے سے قاصر ہیں۔ (ادارہ)

تبصرہ کتب

نام کتاب: "سلوک منظوم"

کلام حضرت خواجہ عزیزالحسن مجذوبؒ

انتخاب وتشریح: مولانا محمد اقبال

ضخامت: ۷۲ صفحات

قیمت: ۱۸ روپے

ناشر: ادارۂ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد بہاولنگر

زیر نظر کتابچہ خواجہ عزیزالحسن مجذوبؒ کے اصلاح نفس کے متعلق ناصحانہ اشعار کی تشریح پر مشتمل ہے۔ مرتب موصوف نے حسن انتخاب اور تشریح کے ذیل میں بابا فرید الدین عطاء اور شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مدنی رحمہم اللہ کے اشعار کو بطور تشریح لکھا ہے، جس نے سالکین کے لئے دلکشی کا باعث بنادیا ہے، کمپیوٹر کمپوزنگ کی غلطیاں نظر سے گزری ہیں امید ہے نئے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کریں گے۔ اللہ تعالیٰ زیر نظر کتابچہ کو مؤلف اور قارئین کے لئے مفید بنائے۔ (آمین)

نام کتاب: اسلام کی تعلیمات اعتدال

(افادات: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

مرتب: محمد اقبال قریشی

ضخامت: ۹۴ صفحات

قیمت: ۲۲ روپے

ناشر: ادارۂ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد بہاولنگر

زیر نظر کتابچہ میں ہر شعبہ زندگی سے متعلق اسلام کی معتدل تعلیمات کو قرآن و حدیث اور مشاہیر امت کے کردار و عمل سے ثابت کیا گیا ہے۔ ۸۹ عنوانات کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قارئین اور مؤلف موصوف کے لئے اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

نام کتاب: بنام قادیانی عوام

مؤلف: جناب نثار احمد خان فتحی

ضخامت: ۲۴۵ صفحات

قیمت: درج نہیں

ناشر: نثار احمد خان فتحی 525-A بلاک نمبر 1 فیڈرل بی ایریا، کراچی

زیر نظر کتاب پر تبصرہ کے لئے شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ تحریر فرمایا تھا من وعن ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"۱)...... مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اور مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا سے رخصت ہوا، اس نے ایک الہام ذکر کیا تھا کہ تیری عمر اسی سال ہوگی، یا چار پانچ سال کم یا چار پانچ سال زیادہ، لیکن اس کی تاریخ وفات کو سامنے رکھا جائے تو یہ الہام غلط ثابت ہوتا ہے۔

۲)...... مرزا غلام احمد قادیانی نے سب سے پہلی کتاب "براہین احمدیہ" لکھی، جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ اس کی پچاس جلدیں شائع کی جائیں گی اور بے شمار لوگوں سے پیشگی رقمیں بھی وصول کیں، لیکن اس کتاب کے چار حصے شائع ہوئے اور اس میں بھی پہلا حصہ تو اشتہار پر مشتمل تھا۔ باقی حصوں میں حاشیہ در حاشیہ سے کتاب کو بھر دیا گیا اور پہلی فصل شروع ہوئی تو اس پر کتاب کو ختم کر دیا گیا اور اس کے آخر میں اعلان کر دیا گیا کہ: "یہ عاجز بھی حضرت ابن عمر کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے "انی انا ربک" کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے۔" (اشتہار ذیل صفحہ آخری براہین احمدیہ جلد چہارم)

۳)...... مرزا غلام احمد نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، پھر محدث، ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۸۹۱ء میں دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو چکے ہیں، اور ان کی جگہ میں آیا ہوں۔ ۱۸۹۲ء میں دعویٰ کیا کہ میں مہدی بھی ہوں، ۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا کہ نبی ہوں۔ گویا مرزا غلام احمد کی زندگی مختلف اور متضاد دعووں کے گرد گھومتی ہے، اور جتنے متضاد دعوے ہو سکتے تھے سب اس شخص نے جمع کر لئے ہیں اور اس کو یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ میرے یہ دعوے آپس میں ایک دوسرے سے متناقض ہیں۔

۴)...... میرے مکرم و محترم جناب نثار احمد خان فتحی زید مجدہ نے (جو حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب نوراللہ مرقدہ کے مسترشد اور خلیفہ مجاز ہیں) مرزا غلام احمد کے دعاوی پر یہ کتاب تحریر فرمائی ہے، اور اس میں انداز بیان اتنا آسان اور استدلال اتنا مستند اور مؤثر ہے کہ اگر کوئی شخص اس کتاب کا اللہ تعالیٰ کے خوف اور قیامت کے محاسبہ کے پیش نظر بغور مطالعہ کرے تو انشاء اللہ اس پر راہ حق واضح ہو سکتی ہے۔

۵)...... میں موصوف کو اس کتاب کی تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور جو لوگ مرزا غلام احمد کے دام فریب میں آ گئے ہیں ان کے لئے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہدایت کی راہیں کشادہ فرمائیں اور انہیں ہمیشہ کے عذاب سے نجات عطا فرمائیں۔" (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

ڈگر ڈگر پر خون کے دھبے......ایک نظر ادھر بھی!

پاکستان کا مطلب کیا: "لا الہ الا اللہ" کے نظریے کے تحت پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا تھا اور یہی وہ نظریہ تھا جس کے تحت مسلمانان برصغیر نے عظیم قربانیاں دی تھیں، حصول پاکستان کے لئے ہمارے آباؤ اجداد کے لہو کی ندیاں رواں ہوئیں، ہمارے دودھ پیتے معصوم بچوں سے لے کر بوڑھوں تک کے خون سے پاکستان کا نقشہ کھینچا گیا، یہ سب قربانیاں اس لئے دی گئیں کہ برصغیر کی مسلم قوم کا حسین خواب شرمندہ تعبیر ہو اور خالصتاً اسلامی ملک کا حصول ہو جو اسلام کا مضبوط مرکز بنے، جہاں قرآن وسنت کی بالادستی ہو، جس کے شہری خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وفادار اور کامل اطاعت شعار ہوں، جہاں ظلم و بربریت، قتل و غارت گری، رشوت و لوٹ کھسوٹ، اقربا پروری، دھونس دھاندلی، جاہلی عصبیت، سود کی لعنت اور جوئے کی نحوست کا نام ونشان تک نہ ہو، ایسا پاکستان جہاں امانت، دیانت، شرافت، صداقت کو فروغ حاصل ہو، جہاں عدل وحریت اور شرافت ودیانت کی گرم بازاری ہو، جہاں مسلمانوں کی جان، مال، عزت و آبرو محفوظ ہو، امن وامان کا دور دورہ ہو اور تمام مسلمانان پاکستان عزت و وقار کے ساتھ اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کرسکیں۔ ہندوستان کے مسلمان جب ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو بھارت سے نوزائیدہ پاکستان کی طرف ہجرت کر رہے تھے تو اس وقت ان کے ذہنوں میں چودہ سو سال قبل کا نقشہ تھا کہ جب مٹھی بھر مسلمانوں نے اسی طرح مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ اس وقت کے مسلمانوں نے حصول پاکستان کو اپنی منزل سمجھا تھا لیکن انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں نوزائیدہ مملکت کے اقتدار پر گنتی کے چند ایسے افراد قابض ہوئے جنہوں نے مملکت کی منصوبہ بندی میں مغربیت، مادیت اور لادینیت کو ترجیحی بنیادوں پر فروغ دیا۔ دین بیزاری، ذہنی عصبیتوں، آوارگی، فحاشی و عریانی، مکاری و عیاری کو فروغ دیا اور اسلامی مساوات، عدل و انصاف کے مطابق معاملات سلطنت چلانے کی بجائے دھونس دھاندلی اور جاگیرداری کے سفلی جذبات کی تسکین کے لئے، ملک کے مستقبل سے بے نیاز اپنے ذلیل و حقیر مفادات کی خاطر ملک کو دانستہ غلط رخ پر گامزن کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قیام پاکستان کے چوبیس سال بعد مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے جدا کردیا گیا۔ ملک دولخت ہونے کے دلخراش واقعے سے اگر ہم سبق سیکھ لیتے تو بداعمالیوں کا تسلسل نہ ہوتا اور سنبھل کر قیام پاکستان کے تقاضوں کے مطابق ہم ملک کی بقاء و سلامتی اور استحکام کے لئے اپنے طرز عمل کو تبدیل کرلیتے مگر ملک کے دولخت ہونے کے سانحے کے باوجود ہم نے اپنی بداعمالیوں کا تسلسل جاری رکھا اور دشمنان اسلام نے لوریاں دے کر مسلمانان پاکستان کو مطمئن کردیا اور قوم بے حسی اور جمود کا شکار ہو کر سازشوں کے جال میں پھنس گئی۔ مسلمانان برصغیر کی لازوال قربانیوں کے نتیجے میں انگریز کو تو اپنا بوریا بستر گول کرنا پڑا، لیکن انتہائی صدمے کی بات ہے کہ مسلمانوں کے اتحاد واتفاق اور وحدت امت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے گوری اقلیت نے ایسی مکاری وعیاری سے کام لیا کہ خدا کی پناہ!

نوزائیدہ مملکت پاکستان کی سب سے پہلی کابینہ میں، سرڈگلس، جوگندر ناتھ منڈل اور (وزارت خارجہ کے کلیدی عہدے پر) ظفر اللہ خان قادیانی جیسے متعصب لوگوں کو کلیدی عہدوں براجمان کرکے شہیدان پاکستان کے خون سے غداری کی گئی۔

کون نہیں جانتا کہ ظفر اللہ خان قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کا متعصب پیروکار تھا جس نے قادیانیت کو "انگریز کا خودکاشتہ پودا" کہا اور کون نہیں جانتا کہ قادیانیوں کے عقائد و نظریات اسلام سے متصادم تھے اور ہیں۔ حدبندی کمیشن نے ضلع گورداسپور کو بھارت کے حوالے کرکے پاکستان کی شہ رگ کشمیر کو مستقل تنازعہ بنادیا جو آج تک بھارت اور پاکستان کے لئے سب سے بڑا تنازعہ ہے اور مسلمانوں کی جانی ومالی نقصان اور ضیاع کا سبب ہے، قادیانی اکھنڈ بھارت کے الہامی عقیدے پر یقین رکھتے تھے اور رکھتے ہیں جس کے بے شمار ثبوت ہیں۔ مرزا قادیانی جس نے اسلام کے متوازی مذہب "قادیانیت" کو فروغ دینے کے لئے زندگی کے شب و روز افکارت کئے برطانوی حکومت کو پناہ اور تعویز کہا تھا۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

"پس میں یہ دعویٰ کرسکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں، جو آفتوں سے بچاتے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی اگر اس میں مردم شناسی کا مادہ ہے۔" (انوار خلافت ص ۳۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۸ ص ۴۴،۵ ۴۳ از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی اور اس کی معنوی ذریت کی سینکڑوں اس طرح اسلام اور اہل اسلام اور مسلمانان پاکستان کی دشمنی اور عداوت کی مثالیں موجود ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ ظفر اللہ خان قادیانی نے وزارت خارجہ کے عہدے پر براجمان ہوکر قادیانیت کے فروغ کے لئے تمام تر مخفی صلاحیتوں کو صرف کرکے شہیدان پاکستان کے ساتھ انتہائی غداری کی۔

آج بھی مرزائی امت اپنے موجود سربراہ مرزا طاہر جو کہ اپنے آقا انگریز کے چرنوں میں پناہ گزین ہے کے اشاروں پر پاکستان میں مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے مذموم سرگرمیوں میں اپنے شب روز افکارت کرنے میں مصروف ہے۔ پاکستان کے مقتدر طبقے کے گرد مکاری کے جال بچھاکر پاکستان کے قدرتی وسائل سے مسلمانان پاکستان کو محروم کررہے ہیں، یہ کہا جائے کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قادیانیت ہے تو بے جانہ ہوگا۔

کلیدی آسامیوں پر قادیانیت کا قبضہ اور مسلمانان پاکستان کے خلاف متواتر سازشیں امت مسلمہ کو انتشار و افتراق میں مبتلا کرنے کا سب سے بڑا سبب ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم من حیث القوم اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کی مذموم سازشوں کو سمجھیں اور پاکستان جو کہ ہر طرح کے قدرتی وسائل سے مالا مال ہے سے بحیثیت مسلمان پورا پورا فائدہ اٹھانے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور شہیدان پاکستان کے خون سے وفاداری کرتے ہوئے نفاذ اسلام کی راہ میں ہر رکاوٹ کو دور کریں اور صحیح معنوں میں مملکت خداداد میں اسلام کا نفاذ کرکے قیام پاکستان کے تقاضوں کو پورا کریں۔

ہماری پرخلوص دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہماری حکومت کو سلامتی فکر کے ساتھ اسلامی قوانین کو نافذ کرنے اور اسلام کی صحیح خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو ...

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟ کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عُمدہ طباعت

ہفت روزہ
ختم نبوّة
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّة کا ترجمان

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

کا مطالعہ کیجئے

ختم نبوّة
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دُنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے جس میں سیرت رسولِ آخرؐ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمدللہ
یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، نائیجیریا، سعودی عرب، قطر، بنگلہ دیش آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے
خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے